

سورج پریز

36 441 5797

پہلے پر دلا



عظیم وقار  
پاکستانی پوائنٹ  
وفاقی ادارہ  
کتاب و قلم  
کتاب و قلم پوائنٹ

www.pakistaniPoint.com



بلند پایتھ جاسوسی لٹریچر پیش کرنے والا سلسلہ

عمران سیریز

نہلے پروملا

ایک اقبال

جملہ حقوق داسی بنا پبلشرز محفوظ ہیں  
 اس ناول کے تمام نامحقا کر دار اور واقعات  
 فرضی ہیں جن سے مطابقت محض اتفاقیہ ہے  
 اس سیکلے مصنف پرنٹرز یا پبلشرز ذمے دار  
 نہیں۔

نئے ناول  
 پر اسرار چکر  
 نپلے پر دہلا۔

# وقار عظیم

قیمت: پانچ روپے

## پاکستانی پوائنٹ

## ڈاٹ کام

ادبی اکیڈمی ۳، یاقوت آباد کراچی ۱۹

عظمت صاحب کے زیر اہتمام ایجوکیشنل پریس کراچی میں چھپ کر کراچی نمبر ۱۹ سے شائع ہوئی۔

ایس قرین کی سیکور سروس



# ناگم

ناول کا گولڈن جوبلی نمبر

کیپٹن رفیع و کاس نپس اور  
ایشن سے جبر پورے رشتہ کا ناول

جلد ست چھوٹے

قیمت ۹ روپے



کیپٹن رفیع و کاس نپس کا ناول

# نگار وجود



عمران کا ایشن ناول

# میرانشان

ایس قرین کی عمرانشان

قیمت ۹ روپے

ایس قرین کے ناول کے بارے میں وقت بھر ناول کے پشت پر  
ہفتے ایس قرین کے تصویر سروس دیکھ لیجئے!



احسن ترین سروس • عمدہ کتاب و طباعت • آج ہی طلب کیجئے

منے کا پتہ: البواب کیڑی لیاقت آباد  
کراچی ۱۵

# عمران سیریز کے نئے ناول

ایم ایس قادری

شے بان

جیوڈا کے پجاری

موت کا دیوتا

یہودی سازش

نفسِ صفی

خون کی ہولی

ایم ایس قادری

فیل نوس کے پجاری

فیل نوس

کامریڈ مشن

بھیڑیا (اول)

بھیڑیا (دوئم)

مو آبی

ایچ اقبال پراسرار حیکم ، غمیلے پر دھلا

## پچھونے کے دلچسپ ناول

ایوب کی چالاکي ۳/ پکڑا گیا ۳/ راز کی قیمت ۳/ نئے قیدی ۳/

دلیر شہزادہ ۳/۵۰ معصوم شہزادی ۳/۵۰ سونے کا سید ۳/۵۰ نئے ہمدرد ۳-۵

## نئے شاہکار رومانی ناول

عروس ، بہار آئینگی ، روٹھنے والے ، مصنفہ سرور جہاں

آج ہی طلب کیجئے

ادبی اکیڈمی ۳ لیاقت آباد کراچی

# عمران سیر ہز کے نئے ناول

۵/۰	شہباز	ایک اقبال	۵/۰	گرین ماسک	نفس صبی	۵/۰	ملاحی کے	اطہر سلیم	۲۰/۵	انگری	ایم ایس تادری
۵/۰	ریڈ فائل	ایک اقبال	۲۰/۵	برگمبول کی	نفس صبی	۲۰/۵	کشتہ دار	اطہر سلیم	۲۰/۵	کھیلناش	ایم ایس تادری
۵/۰	فائل کو پاس	ایک اقبال	۳۰/۵	عقاب کارا	نفس صبی	۲۰/۵	ملاحی کے	اطہر سلیم	۲۰/۵	نفس آف	ایم ایس تادری
۵/۰	نولہ پورٹ	ایک اقبال	۲۰/۵	عقاب کا	نفس صبی	۲۰/۵	پراسرار	اطہر سلیم	۲۰/۵	درگاہی	ایم ایس تادری
۵/۰	جنگل کارا	ایک اقبال	۲۰/۵	پراسرار	نفس صبی	۲۰/۵	مظہر قس	اطہر سلیم	۲۰/۵	سہ ماہی	ایم ایس تادری
۵/۰	موت کا سار	ایک اقبال	۲۰/۵	جاسوس	نفس صبی	۲۰/۵	قائم پور	اطہر سلیم	۲۰/۵	یونین کی	ایم ایس تادری
۵/۰	موت کی	ایک اقبال	۲۰/۵	شیار کا	ایک اقبال	۲۰/۵	دین	اطہر سلیم	۲۰/۵	انتقام	ایم ایس تادری
۵/۰	داوی	ایک اقبال	۲۰/۵			۲۰/۵			۲۰/۵		

تجارتِ نئی، رومانِ نئی، اصلاحی اور معاشرتی ناولیں

# نئی صبح طلوع

آج کے مقبول مصنف کا ایک حسین شہ پارہ  
میدانِ انوار

توصیف، تشبیہ، نمید، پیکر، تصور، آگ، نفرت کی ہم نشین،  
بہار کے گی، ریوڑوں، دریاؤں کے شہزادے، سرور و جلال  
کا نیا شہکار

# جغہ اور حال دلہا کی فوج

مصنف  
یہاں کوڑ

دلوں پر نقش ہو جانے والی تحریر، ایک سنگین پھول  
ایک دے دلچسپے ناول

شہانہ، سہانہ اور عقیدہ جیسے شہکار ناولوں کی مصنفہ  
اور دلدادہ قاریوں کی مکہ ماہِ منیر عروج  
کا نیا ناول

خواص و بہت نگر سرتق، سفید کاغذ، آفت کی لکھائی چھپائی، مضبوط جلد

آج ہی طلب فرمائیے

شائع ہو چکے ہیں



گوشہ ادب  
پورٹ بکس نمبر ۲۳۰۸ ناظم آباد، کراچی

کنگ فو پر اُرڈو میں تین شاہکار کتابیں



قیمت  
بارہ روپے

کنگ فو

ان دو فن پر اُرڈو میں پہلی عملی اور باتصویری کتاب جسے ایک ماہر فن نے مبتدیوں کے لیے تحریر کیا۔

پریکٹیکل کنگ فو

قیمت  
بارہ روپے

کنگ فو کی عملی مشقیں جن کی واضح تصاویر اس موضوع کو ہر شخص کے لیے آسان بنا دیا ہے

قیمت  
بارہ روپے

ماسٹر کنگ فو

کنگ فو کے خطرناک ترین فن پر ایک کنگ فو ماسٹر کی کتاب جو اس موضوع کا پُرلایہ اور حاکمیتی ہے

پبلشر۔۔۔ کراچی بک ڈپو ۷۷ اُرڈو بازار۔۔۔ کراچی



# معاشرتی و اصلاحی ناولیں

۱۵/۷۵	عاجر نازلی	دل کے کنول	۱۵/۷۵	مسرور جہاں	درف	توصیف
"	"	سیح کا نول کی زیر بحث	"	"	"	تشبیہ
۷/۰۰	نفیس ملک	اردنا	"	"	"	نبیلہ
۱۳/۵۰	"	رافیلہ	"	"	"	توہید
۱۵/۷۵	یاسمین صوفی	آرزو	"	"	"	بک مغرت کی
"	"	فریدہ انیس	"	"	"	بنشیں
"	"	دل داغ داغ	"	"	"	روٹھے داسے
"	"	پسنے سائے گیت	"	"	"	بہار آئے گی
"	"	رخسانہ	"	"	"	عروس
"	"	دور افق پر	"	"	"	نئی صبح
"	"	افشی (زیر بحث)	"	"	"	سنگ دل (زیر بحث)
"	"	نور سلطانہ	"	"	"	پاکیزہ
"	"	آمینت	"	"	"	شمال
"	"	ولی توہبے	"	"	"	نہر افروز
"	"	حبیب بچوں کے دل	"	"	"	نہر افروز
"	"	ظلال	"	"	"	شیں مگی
"	"	البدار (زیر بحث)	"	"	"	عظیم
"	"	آنجل کی دیوار	۱۸/۰۰	"	"	سہیلی
"	"	صنم راز داں	۹/۰۰	"	"	فرحت
"	"	سیرے کا بچہ کی چوڑیاں	۲۰/۰۰	"	"	لای
۱۲/۰۰	"	دی زلدی کی راستے	۳/۵۰	"	"	شہلا
۱۳/۵۰	"	اچڑے دیار	۱۵/۷۵	"	"	مور شیں پنہاں
۳/۵۰	"	گلشن شندہ	۷/۰۰	"	"	آہستہ
۱۵/۷۵	"	بھنور	۷/۰۰	"	"	فرزاد نصیر
۱۱/۰۰	"	چنگاری	۱۵/۷۵	"	"	روہیہ بانگ
۱۵/۷۵	"	پتھر کے صنم	۱۵/۷۵	"	"	ماہ منیر عروج
۱۱/۰۰	"	تاج سلطانہ	"	"	"	سہانہ
۱۵/۷۵	"	ظاہرہ اختر	"	"	"	شہانہ
"	"	بہار کے بند (زیر بحث)	"	"	"	ایجنور اور سہل
"	"	نیلا بچو (زیر بحث)	۱۵/۷۵	"	"	راجی
"	"	"	"	"	"	سہا
"	"	"	"	"	"	پاکیزہ

اچھی تحریریں  
پڑھنے والوں  
کیلئے  
اعلیٰ درجے  
کے  
ناول

نفیسہ کفر  
سہیلی  
حسین  
ویدج کریم  
ڈاکٹر  
مفتی  
ایکم

آئی ڈی طلبہ فرمائیے

گوشہ ادب - پوسٹ بکس نمبر ۲۲ ناظم آباد کراچی

# نادیہ نیلے پردھلا

تیسرے دن شام تیرے بچے ڈافن کا فون آیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔  
 ”جیک۔ تم رات نو بجے تک میرے پاس آ جاؤ۔۔۔ ساڑھے دس  
 بجے یا سحران سے ملنے آئے گا۔“

”جیک ہے۔“

”ویسے جیک۔۔۔ یا سحران سے بہت خوش ہے۔“

”میری خوش قسمتی ہے۔“ وہ انکساری سے بولا۔

”ہنیں۔۔۔ جیک۔۔۔ حقیقتاً تم نے شاندار کام انجام دیا ہے۔“

”شکریہ۔“ وہ دھیرے سے مسکرایا۔

”ٹھیک نو بجے ہوٹلی پہنچ جانا۔“

”بہتر ہے۔“

”بائی۔“ دوسری طرف سے ڈافن کی آواز آئی ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے ریسیور رکھ کر فوراً عجیب سے طر انسمیٹر نکالا اور بلیک ڈیو

سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہو جانے پر وہ بولا۔

”بلک زیرو.... ابھی ابھی ڈافن کا فون آیا تھا ساڑھے دس۔  
ان کا باس خاوس سے ملنے آرہا ہے۔“

”ٹھیک ہے جناب..... ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔“

”کچھ اور بتانے کی تو ضرورت نہیں؟“

”مجھے سب کچھ یاد ہے آپ مطمئن رہیں۔“

”ہاں سنو.... ایک بوتل ایمونیا کی لیتے آنا۔“

”اچھا جناب.....“

”خدا حافظ.... اور اینڈ آل....“

ٹرانس میٹر بند کر کے وہ مسکرایا۔... آج یہ ڈرامہ ختم ہو جانا تھا  
ساڑھے آٹھ بجے وہ فلیٹ سے باہر آگیا۔ ٹیکسی کی اور ہوٹل کی طرف  
ہو گیا۔ زینے طے کر کے اوپر پہنچا.... ڈافن اس کا انتظار ہی کر رہا  
جیسے ہی اس نے رسٹ و اچ پر نظر دوڑائی عمران یولا۔

”دس منٹ پہلے ہی پہنچ گیا ہوں۔“

”ہاں۔ ڈافن مسکرائی پھر ذرا رک کر اس نے کہا۔

”میرا خیال ہے چل دینا بچا ہیے۔“

”مناسب خیال ہے۔“

وہ دونوں ہوٹل سے باہر آئے.... ڈافن نے ڈرائیونگ سیٹ

اور وہ اس کے برابر بیٹھ گیا۔

”دو گاڑیوں کو ڈاج دینا پڑے گا۔“ ڈافن گاڑی کو اسٹارٹ کر

مسکرائی۔

عمران نے مڑ کر دیکھا.... دو گاڑیوں میں نئی نسل کے نو جوان

تھے جن کا ارادہ ڈافن کا تعاقب کرنے کا تھا۔

”کیا میں انہیں ٹھیک کر دوں۔؟“

”بیکار ہے۔“ ڈافن منہ بنا کر بولی پھر اس نے بڑی تیزی سے گاڑی آگے بڑھائی تھی دونوں گاڑیاں بھی حرکت میں آئیں ڈافن جلد ہی اس سڑک پر آگئی جہاں ٹریفک کا اثر دہام تھا پھر وہ چند گاڑیوں کے درمیان سے گزر کر آگے نکل گئی۔ اب ڈافن کی گاڑی اور تعاقب میں آنے والی دونوں کاروں کے درمیان چند گاڑیاں حائل تھیں! پھر سنگم کھلتے ہی ڈافن بڑی تیزی سے دائیں جانب سڑگئی۔ گاڑی کو مختلف سڑکوں پر گھمانے کے بعد اس نے گیارویں شاہراہ کی طرف گاڑی کا رخ کر دیا۔ تعاقب میں آنے والی دونوں گاڑیوں کا دور دور تک پتہ نہ تھا۔

”بعض اوقات ان لوگوں کی وجہ سے بڑی کوفت ہوتی ہے۔“ اس نے برا سامنے بنایا۔

”روح کو تو خوشی ہوتی ہوگی.... کہ اس قدر چاہتے والے ہیں۔“ عمران

سکرایا۔  
ڈافن نے اس کی طرف دیکھا پھر شرارت سے بولی۔

”تمہیں یقیناً تکلیف ہوتی ہوگی۔“

”قدرتی بات ہے۔“

”تم واقعی خوش قسمت ہو جبکہ کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔“ وہ رومانٹک ہو گئی۔

عمران نے جلدی سے گفتگو کا رخ موڑا۔ ”کیا عمران کو باس کے آنے کی اطلاع

مل گئی۔“

”شریر۔“ ڈافن اس کا مطلب سمجھ کر تین بڑی پھر سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔ ”میں اس لئے تمہیں پسند کرتی ہوں جبیکہ تم تمام لوگوں سے مختلف ہو۔“ اور لوگ مجھے بے وقوف کہتے ہیں۔“

”بے وقوف کہہ کر وہ تمہاری عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں۔“ وہ فلسفیانہ انداز میں بولی۔

یو سکتا ہے کہ گفتگو طول پکڑتی مگر کوٹھی آگئی۔ پورٹیکو میں گاڑی کھڑی کر کے وہ اندر آگئے۔ ریٹائرڈ اور ریٹائرڈ کے منتظر تھے۔

”ہمیں امید تھی کہ آپ دونوں ساتھ ہی آئیں گے۔“ ریٹائرڈ نے مسکرا کر کہا۔

”کیا تمہیں ہم دونوں کے ساتھ آنے پر اعتراض ہے۔“ ڈافن نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”اتنی حیرت کہاں ہے۔“

”عزت افزائی کا شکریہ۔“ ڈافن نے جلدی سے کہا۔

”باس، ساڑھے دس بجے آئیں گے۔“ ریٹائرڈ نے گفتگو کا رخ موڑا۔

”ہاں۔“ ڈافن سنجیدہ ہو گئی۔

”عمران کو ہم نے بتا دیا ہے۔“ ریٹائرڈ بولی۔

”اچھا کیا۔“ ڈافن نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگی۔ عمران خاموش ہی بیٹھا رہا۔ اس کا ذہن تو اپنا پر ڈگرام ترتیب دینے میں مصروف تھا۔ باتوں باتوں میں وقت گزر رہا تھا۔۔۔۔۔ ٹھیک دس بجے فون کی گھنٹی بجی۔

”ہیلو ڈافن اسپیکنگ۔“ وہ میز پر رکھے ہوئے فون کا ریسپونڈ کر اٹھا۔

”کی بولی۔ چند سیکنڈ تک دوسری طرف کی آواز سنتی رہی پھر ”ہست اچھا۔“

”کہہ کر اس نے ریسپونڈ کر ڈیل پر رکھ دیا۔“

”باس کافون تھا؟“ ریتالڈ نے پوچھا۔

”ہاں.... کوٹھی کا پچانگ کھول آؤ۔“

ریتالڈ خاموشی سے کمرے سے نکلی گیا اسکے جانے کے بعد ریتالڈ اٹھن

سے مخاطب ہوئی۔

”کیا باس آرہے ہیں۔؟“

”ہاں۔“ ڈافن نے مختصر سا جواب دیا۔

دومنٹ بعد ریتالڈ کمرے میں داخل ہوا۔

”پچانگ کھلی کھول دیا اور صدر دروازہ کھلی۔“ اس نے بتایا۔

”ٹھیک ہے باس کے آتے ہی پچانگ اور صدر دروازہ بند کر آنا۔“

”مطین رہو۔“ ریتالڈ بیٹھتا ہوا بولا۔

پندرہ منٹ بعد باہر گاڑی کے کٹنے کی آواز آئی وہ چاروں چونک پڑے۔

”باس آگئے۔“ ریتالڈ کھڑا ہوتا ہوا بولا پھر وہ تیزی سے کمرے سے نکلی گیا۔ اس

کے جاتے کے بعد وہ بیٹوں بھی کھڑے ہو گئے۔ ایک منٹ کے بعد قدموں کی پچاپ سنائی

دی.... پھر ایک سیاہ پوش کمرے میں داخل ہوا۔

”گڈ نائٹ باس۔“ وہ تینوں ایک زبان ہو کر بولے۔

”نائٹ۔“ اُس نے بھرائی ہوئی آوازیں کہا.... پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا

ایک طرف رکھی ہوئی آرام کرسی پر جا بیٹھا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ بھی بیٹھ گئے۔

”عزرا کو ہمیں لایا جائے۔“ ڈافن نے باس سے پوچھا۔

”ہاں۔“ اُس نے پرسکون آواز میں کہا۔

ڈافن سر ہلا کر کمرے سے چلی گئی۔ عزرا سر جھکائے پڑے ادب سے بیٹھا تھا۔

”ہم تم سے بہت خوش ہیں جیک۔“ باس اُس سے مخاطب ہوا

”شکریہ باس۔“ وہ آہستہ سے بولا۔

ریٹا بڑے غور سے نقاب پوش کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دو منٹ بعد خاور اور صفدر ہاتھ اوپر اٹھائے کمرے میں داخل ہوئے ان کے پیچھے ڈافن اور ریٹا لڑکیاں اور لائے ہوئے تھے۔

”خوش آمدید۔“ ان کا باس ہاتھ اٹھا کر بولا پھر اپنے صوفے کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

”تشریف رکھیے۔“

”شکریہ۔“ وہ دونوں بیٹھنے کے بعد بولے۔

ریٹا لڑکیاں اور لائے ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔.... ڈافن نے جا کر دروازہ بند کر دیا۔ چند سیکنڈ تک خاموشی رہی پھر اس خاموشی کو باس ہی نے توڑا۔

”عمران۔“

”ہیس۔“ خاور جلدی سے بولا۔

”ہوں۔“ باس کی لگا ہی اس کے چہرے پر جم گئیں۔.... پھر ایک لمحے

توقف کے بعد وہ بولا۔

”کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو۔؟“

”جو آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں کریں اس کے بعد میں اپنا مقصد بتاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے۔“ سیاہ پوش سر ہلا کر بولا۔

”میں تمہارا مقصد جاننے کے بعد اس پر سختی سے غور کروں گا۔“

”شکریہ۔“ وہ آہستہ سے بولا۔

”ہاں.... تو سب سے پہلے میں یہ جاننا پسند کروں گا کہ تم ہماری طرف کس طرح

متوجہ ہوئے۔؟“

”اتفاقاً۔“ خاور مسکرایا پھر بولا۔

”اب سے ڈیڑھ دو مہینے پہلے کہ بات ہے میں گریڈ کے فیملی روم میں بیٹھا  
سماتا کھارہا تھا کہ برابر وائے کیمین سے مجھے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز  
آئی..... چونکہ میں تنہا تھا اور ذہینا بھی ایک طرف ہی تھا اس لئے لاشعوری طور  
پر میں ان کی طرف متوجہ ہو گیا..... اُن میں سے ایک کہہ رہا تھا..... یاس کا حکم  
ہے کل تک کام ہو جانا چاہیے.... میں جوں کا اس کے بعد ان کی گفتگو سے میں نے  
اندازہ لگایا کہ یہ غیر قانونی کام کرتے ہیں اور ان کا منظم گروہ ہے اس کے بعد میں  
کاؤنٹر پر جا کر اس کا انتظار کرنے لگا پھر جب یہ باہر نکلے تو میں نے ان کا تعاقب  
کیا..... پیریتالڈ اور ڈاکٹر وارڈ سنے۔“

سیاہ پوش نے ریتالڈ کی طرف دیکھا پھر غراہا۔

”کیوں ریتالڈ... کیا یہ صحیح ہے۔؟“

”جی ہاں جناب۔“ وہ سر جھکا کر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

خاور نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور تڑ سے بولا۔

”اسی وجہ سے میں نے ان سے گفتگو نہیں کی تھی کہ یہ اپنی غلطی چھپانے

کی وجہ سے آپ سے غلط بیانی سے کام لیں گے۔“

”میں سمجھ گیا تھا۔“ سیاہ پوش سر ہلا کر بولا۔

ریتالڈ ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

”ہاں.... آگے کہو۔“ سیاہ پوش دوبارہ اس سے مخاطب ہوا۔

”اس کے بعد میں نے ریتالڈ کی نگرانی شروع کر دی پھر میں فلویا کو بے وقوف

بنا کر اس کی کوٹھی میں آگیا لیکن ریتالڈ کو شبہ ہو گیا اور اس نے ریٹا والا ڈرامہ  
کھیل کر مجھے پکڑ لیا..... یہ ڈرامہ اس نے صرف فلویا کو مطمئن کرنے کے لئے کھیلا



نکھائیونکہ وہ مجھ سے بہت مانوس ہو گئی تھی ہر حال میں وہاں سے فرار ہو گیا اُس کے بعد ریتا لڑو پوش ہو گیا۔۔۔۔۔ اب میری نظروں میں ڈاکٹر وارڈ تھا جس کی نگرانی میں نے اپنے ساتھی سے کرائی۔۔۔۔۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر وارڈ نے میرے ساتھی کو پکڑ لیا میں نے اُسے بچایا اور ریتا کو اپنے ساتھ لے آیا لیکن ریتا وہاں سے فرار ہو گئی اور صفوڑی دیر بعد تمہارے آدھی کو کھٹی میں گھس آئے۔۔۔۔۔ میں نے ان سب کو قید کر دیا لیکن ان میں سے چھ کو رڈولف نے خود ہمارے پردے کھ مار دیا۔

”رڈولف نے مار دیا۔“ سیاہ پوش پولکا۔

”ہاں۔“ خاور پولا۔ ”رڈولف نے اپنے ساتھیوں کو ختم کر دیا تھا تاکہ وہ مجھ کچھ نہ بتا سکیں پھر یہ پکڑ رہا تھا ہاں پر سوں میرے ساتھی کو تم نے پکڑ لیا اور اُسے بے وقوف بنا کر میرا پتہ معلوم کر لیا جس کے نتیجے میں میں یہاں ہوں۔“  
”تو تمہیں یہ معلوم نہیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔؟“  
”ہنیں۔“

”اب بتاؤ۔۔۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔؟“

”ایک بات اور بتاؤ۔۔۔۔۔“ خاور جلدیاسے پورا

”کیا۔؟“

”اس تمام عرصے میں میں یہ ظاہر کرتا رہا کہ میں ایک بلیک۔۔۔۔۔ ہوں اور ہمار کوئی گروہ ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم چند آدمی ہیں جو غیر قانونی کام کرتے ہیں اور اس ناک میں تھے کہ کسی بڑے گروہ میں شامل ہو جائیں تاکہ ہمارا ”مستقبل“ بہن جائے۔“

”اتنی سی بات کے لئے تم نے اتنا بڑا ڈرامہ کھیلا۔“

”کچھ صلاحیتوں کا بھی مظاہرہ کرنا تھا۔ وہ بے خوفی سے بولا۔  
 ”تمہارے پاس سے ٹرانسمیٹر بھی تو برآمد ہوا تھا۔“  
 ”ہاں۔“

”معمولی لوگوں کے پاس ٹرانسمیٹر نہیں ہوا کرتے۔“  
 ”پہلے ہم ایک غیر ملکی گروہ میں تھے وہ گروہ اچانک ختم ہو گیا اپنی لوگوں  
 نے ہمیں یہ ٹرانسمیٹر دیئے تھے۔“  
 ”بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔“ سیاہ پوش نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔  
 ”میں سمجھوٹ نہیں بول رہا۔“

”ہماری طرف متوجہ ہونے والی کہانی تو ٹھیک سنائی لیکن اپنے بارے  
 میں تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔“  
 ”اب میں کیسے یقین دلاؤں۔“  
 ”سچائی سے کام لو۔“  
 ”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“

”معمولی نوعیت کے غیر قانونی کام کرنے والے دو دولا کھ کی کو بیٹیوں  
 میں نہیں رہتے اور نہ ہی ان کے پاس جلدی قسم کے قیمتی ٹرانسمیٹر ہوتے ہیں۔“  
 ”سچائی سے کام لو عمران۔“ ڈافن نے مداخلت کی۔  
 ”مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا... اب تم لوگ یقین کرو یا نہ کرو۔“  
 ”بہت خوب۔“ سیاہ پوش ہنسنا پھر بولا۔  
 ”اگر تم اپنی حقیقت بتا دو گے تو یقین کرو تمہیں گروہ میں شامل کر  
 لیا جائے گا۔“

”اب مجھے کچھ نہیں کہنا۔“

”ڈافن۔“ سیاہ پوش بولا۔

”میں باس۔“

”جاؤ.... کمرے سے ہنٹر لاؤ۔“

ڈافن مسکراتی ہوئی باہر چلی گئی! عمران کھڑا سوچ رہا تھا کہ اب تک بلیک زیرو کو آجانا چاہیے.... خاوند نے تو ہدایت کے مطابق کافی وقت اُسے الجھائے رکھا تھا کہ کمرے میں سناٹا مچھایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ڈافن کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ہنٹر تھا۔

”رائٹل سر۔“ اُس نے ہنٹر باس کو دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”گڈ۔“ سیاہ پوش ہنسنا۔

عمران بلیک زیرو کی آمد کا منتظر تھا۔

”یہ اصول کے خلاف ہے۔“ خاور باس سے مخاطب ہوا۔

”نصف بچے خاموش بیٹھے رہو۔“ سیاہ پوش تسخیرانہ انداز میں بولا پھر اپنی

جیب سے باریک ڈوری نکال کر عمران کی طرف اچھالتا ہوا بولا۔

”جیک ان دونوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دو۔“

عمران نے ڈوری لے کر ان دونوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے خاور اور

اور صفدر نے کوئی مزاحمت نہ کی.... پھر ہاتھ پیر باندھ کر وہ جیسے ہی ٹرائیک

دم چونک پڑا۔ باس سمیت سب کے ہاتھ میں ریو اور تھے اور ان کے رخ

اُسی طرف تھے۔ وہ حقیقتاً بوکھلا گیا۔

”کھیل ختم.... مائی ڈر عمران۔“ نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔

اپنے نام پر وہ چونکا.....

”حیرت زدہ مت ہو.... تم ہمیں گھبراہٹ دے رہے تھے اور خود ہی گھبرائے۔“

عمران خاموش کھڑا رہا۔ رینالڈ نے آگے بڑھ کر اسے غیر مسلح کر دیا۔  
 ”تمہارے ساتھ دوسرے کمرے میں بندھے پڑے ہیں ان کی طرف  
 سے بالکل مطمئن رہو۔“

”میں سمجھا نہیں۔“ وہ سنبھل کر بولا۔  
 ”تمہاری پلاننگ کی تعریف کروں کہ خود ہی تمام ساتھیوں سمیت ہماری  
 قید میں آگئے۔“

”عمران ذہنی طور پر اب تک نہیں سنبھل سکا جناب۔“ ڈافن ہنس کر بولی۔  
 ”شاک ہی ایسا پہنچا ہے۔“  
 ”گھبراؤ مت عمران۔۔۔ میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں تاکہ تمہاری خلش  
 دور ہو جائے۔“

”میں سننا پسند کروں گا۔“ وہ مسکرایا۔  
 اس سے پہلے کہ ڈافن کہنا شروع کرتی ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھلا  
 وہ چونک پڑے۔ درمیانے قد اور کسرتی جسم کا غیر ملکی کمرے میں داخل ہوا۔  
 ”کیا بات ہے۔“ ڈافن جلدی سے بولی۔

”ان میں سے ایک بھاگ نکلا میڈم۔“ وہ سانسوں پر قابو پاتے ہوئے بولا۔  
 ”اوہ!“ ڈافن نے ہونٹ سکوڑ لئے۔  
 ”دفع ہو جاؤ۔“ سیاہ پوش غرایا۔

عمران نے لٹکھبیوں سے رینالڈ کی طرف دیکھا مگر وہ پوری طرح ہوشیار  
 تھا۔ سفدر اور خاور احمقوں کی طرح منہ پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔  
 ”میرے قریب آؤ۔“ سیاہ پوش نے عمران کو مخاطب کیا۔

عمران اس کے پاس جانے کے لئے جیسے ہی رینالڈ کے قریب سے گزرا اس

نے پوری طاقت سے ریوالور کا دستہ اُس کی کینٹی پر مارا۔ عمران لڑکھڑایا پھر اس کا  
ذہین تاریکی میں ڈوبنا چلا گیا۔

○

## وقار عظیم

ہوش میں آنے کے بعد چند لمحوں تک وہ سمجھیں بیٹھے تھے چیت کو گھوڑا رہا  
پھر جب ذرا ذہین نے کام کرنا شروع کیا تو سارا غنظر فلم کی طرح اس کے ذہن کے  
پر دے پر آنے لگا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔ سر میں بھاری پن کی وجہ سے وہ ایک دم صہری  
سے نہ اتر سکا۔۔۔۔۔ چند سکند تک وہ سر تھامے بیٹھا رہا پھر اس نے سر اٹھایا  
اور چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ درمیانے سائز کی بھی سجائی خواب گاہ تھی۔۔۔۔۔ صہری  
کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی خوبصورت میز تھی جس پر ٹیبل کلاک رکھی ہوئی تھی  
اور جو نو بجے کا اعلان کر رہی تھی۔

”برے پھنسنے بیٹا عمران۔“ وہ بڑبڑایا پھر اٹھ کر وہ دروازے تک گیا  
وہ باہر سے بند تھا۔۔۔۔۔ باغ میں کھلنے والی کھڑکی میں موٹی سلاخیں لگی  
ہوئی تھیں وہ سلاخیں پکڑے باغ میں لگے ہوئے پودوں کو نکالی اندھنی کی حال

میں دیکھتا رہا..... حقیقتاً وہ رات ایک دم سچوٹشن بدل جانے پر حیرت زدہ تھا اس نے تو اپنی دانست میں بہت محتاط ہو کر کام کیا تھا..... لیکن اٹاؤہ خود ہی سپس گیا..... اُن کی محنت سب کچھ گتو سے اُس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس کے پروگرام سے پہلے ہی آگاہ ہو گئے تھے..... اب سوال یہ تھا کہ اُس نے کہاں غلطی کی تھی..... وہ بہت دیر تک کھڑا سوچتا رہا..... یا اُسے صرف اس بات کا اطمینان تھا کہ بلیک زیرو بھاگ گیا۔ گو کہ اُسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کون بھاگا ہے مگر اُسے سو فیصد امید تھی کہ بلیک زیرو ہی بھاگا ہو گا! اُڑان سے پتہ چل جائے گا وہ اُسے ضرور بتائے گی کہ یہ سب کس طرح ہوا۔

”دیکھا جائے گا۔“ وہ بڑبڑایا پھر باتھ روم میں آکر منہ ہاتھ دھو یا پھر اس نے جیسے ہی آئینہ دیکھا چونک پڑا۔ جیک کا میک اپ ختم ہو چکا تھا..... گویا رات انہوں نے بے ہوشی کی حالت میں اس کا میک اپ ختم کر دیا تھا یا پھر روم سے باہر آکر اُس نے دروازہ پٹینا شروع کر دیا..... اچند لمحوں بعد اس کو قدموں کی چاپ سنائی دی پھر دروازہ کھل گیا..... ساتھ ہی بیس بائیس سال کی نہایت خوبصورت لڑکی کھڑی تھی۔ عمران نے اُسے دیکھ کر پلکیں جھپکائیں۔ پھر سے پر حفاقت چھا گئی تھی۔

”آپ اٹھ گئے بھائی جان۔“ اس نے ایک طرف پٹتے ہوئے کہا۔

”بھائی جان۔“ عمران زیر لب بڑبڑایا پھر اس نے اوڑوں کی طرح دیدے پچائے اور پورے ہوئے کھوپڑی سہلانے لگا۔

”اب کھڑے کیا سوچ رہے ہیں۔“ وہ اٹھلا کر بوٹی پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔ ”آپ کی وجہ سے اب تک ہم لوگوں نے بھی ناشتہ نہیں کیا ہے۔“ عمران اس کے ساتھ گھٹنارہا..... اُسے گھسٹنا ہی کہا جائے گا کیونکہ وہ

اس کا ہاتھ پکڑے دو قدم آگے تھکی اور وہ پیچھے چلا آ رہا تھا! راہداری کو عبور  
کے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ ناشتہ کی میز تیار تھی..... ایک ادھیڑ عمر  
مرد اور ادھیڑ عمر کی عورت بیٹھے دروازے ہی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”چچا اور چچی ناراض ہیں۔“ لڑکی آہستہ سے اس کے کان میں یوں  
عمران خاموشی سے احقرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا...  
”آئیے۔“

”آداب! چچا و چچی جان۔“ اس نے پیشانی تک ہاتھ بے جا کر سلام کر  
ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا! اس قسم کی حرکتیں اسکے ساتھ کئی مرتبہ ہو  
تھیں اس لئے وہ ذرہ برابر بھی نہ گھبرایا بلکہ اس کی فطری حس جاگ گئی۔ لڑ  
اس کی برابر والی کرسی سنبھال لی۔ ناشتہ کے دوران خاموشی رہی.....  
دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ ناشتہ ختم کر کے چچا اور چچی اٹھ گئے۔ وہ بیٹھا  
پتیار ہا..... چائے پینے کے بعد اس نے لڑکی طرف دیکھا۔

”میں ابھی آئی بھائی جان۔“ وہ بھی اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔ ار  
کمرے میں تنہا بیٹھا کھوپڑی سہلا رہا تھا..... کافی دیر ہو گئی مگر کوئی نہ  
نہ ہی کسی قسم کی آواز سنائی دی۔ آدھ گھنٹہ گزر گیا..... وہ اٹھا اور کمرے  
باہر نکل آیا پھر اس نے پوری کوٹھی چھان ماری لیکن کوئی بھی نہ ملا۔ وہ دروازہ  
کر باہر آ گیا..... سامنے لان میں ڈافن کھڑی مسکرا رہی تھی اس کے سامنے  
چچا جان و چچی جان اور وہ لڑکی موجود تھیں۔

”ہیلو عمران۔“ وہ ہلک کر بولی۔

وہ سیدھا ادھر ہی چلا گیا۔

”بہت بے چین نظر آ رہے ہو۔“ وہ ہنس کر بولی۔

”قدرتی بات ہے۔“ وہ سنجیدہ ہوتا ہوا بولا۔

”پہلے ایک بات سن لو۔“ وہ ہاتھ اٹھا کر یولی، بعد میں گفتگو ہوگی۔“

”کیا۔؟“

”بھاگ نکلنے کی کوشش مت کرنا ورنہ مارے جاؤ گے۔۔۔۔۔ اس آزادی

کو۔۔۔۔۔“

”میں عقل رکھتا ہوں۔۔۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں خالی کوٹھی دیکھ کر پشت کی

طرف سے بھاگنے کی کوشش کرتا۔“ وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔

”ٹھیک ہے۔“

”رات جھبے ہوش کرنے کے بعد یہاں لایا گیا ہو گا۔ اس نے بلت شروع کی۔

”بہت بے چین ہو۔“ وہ ہنسی بھر کوٹھی کی سمت بڑھتی ہوئی بولی۔

”اندر بیٹھ کر اطمینان سے بات کریں گے۔“

وہ دونوں اندر آ گئے۔۔۔ ڈرائنگ روم میں آکر ڈافن نے سگریٹ جلائی اور

پکے پکے کش لینے لگی۔ چند منٹ تک خاموشی رہی پھر وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتی ہوئی

بولی۔ ”کیا تم اپنے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔؟“

”کیا۔؟“

”اصلی حیثیت۔“

”میں سمجھا نہیں۔ وہ پلکیں جھپکا کر بولا۔

”دیکھو عمران۔۔۔ پہلے ہم صرف یہ بات جاننا چاہتے تھے کہ تم ہماری طرف

متوجہ ہوئے اور وہ بات ہمیں رات معلوم ہو گئی جس کی تصدیق ریتالڈ اور وارڈ

نے کر دی۔۔۔۔۔ اب ہم مطمئن ہیں کیونکہ تم اپنے ساتھیوں سمیت پھنس گئے

ہو۔۔۔۔۔ تمہارا ایک ساتھی بھاگ گیا اس کی ہمیں قطعاً فکر نہیں۔ اگر تم اپنے



بارے میں ٹھیک ٹھیک بتا دو گے تو ہم کچھ سوچیں گے ورنہ دوسری صورت میں سب کو ختم کر کے اپنی جان چھڑالیں گے ہم اس بات کو ہرگز تسلیم نہ کریں گے کہ تم صرف گروہ میں شامل ہونا چاہتے تھے۔

”میرے بارے میں آپ نے کیا معلومات فراہم کیں۔“

”اوریاں دانش منزل اور رانا پبلیس کے بارے میں ہم تحقیقات کر رہے ہیں اس کے بعد یقیناً ہمارے علم میں کچھ باتیں آئیں گی تو ہم ان باتوں کو مد نظر رکھ کر گفتگو کرو۔۔۔ گھماؤ پھراؤ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔“

”حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ایک گروہ ہے جس کا کام بلیک میننگ اور ہے چنانچہ بلیک میننگ کی نیت ہی سے ہم تمہارے پیچھے پڑے تھے؛ اس بات کو تسلیم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔“ وہ نفی میں سر ہلا کر بولا۔

”بھر آپ لوگوں کا کیا اندازہ ہے؟“

”ہمارا خیال....“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

”ہاں۔“

”تم اپنے ملک سے غدار کی کر کے کسی اور ملک کے لئے کام کر رہے ہو۔“

عمران نے جو کہنے کی شاندار ادکاری کی پھر ذرا اپنے انداز سے اغراض کیفیت کا اظہار کیا۔

”کیوں کیا میں غلط کہہ رہی ہوں۔“

”نہیں.... آپ کا خیال غلط ہے۔“ وہ خواہ مخواہ ہنسا۔

”دانش منزل اور رانا پبلیس جیسی عمارتیں اور جدید ترین ٹرانسمیٹر بہت کچھ سوچے پر مجبور کرتا ہے“

”اس شے کو میں کس طرح دور کروں۔“

الغی  
۱۱

”سجائی سے کام لو۔“

”اچھا اگر آپ کا خیال ہے ہم کسی ملک کے لئے کام کر رہے ہیں تو پھر  
اب لوگوں کے پیچھے کیوں پڑنے۔“  
”اس قدر بھولے نہ بنو کہ نظر لگ جائے۔“ وہ سنی۔ ”تم سیری بات اچھی طرح  
سمجھ رہے ہو۔“

وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔ ڈافن بھی اپنی جگہ چپ تھی۔۔۔۔۔  
”ہاں۔“ تھوڑی دیر بعد ڈافن بولی۔

”جیک کورٹ رانا پبلیس سے نکال لیا مگر روڈ لف نہیں ملا اُسے کہاں رکھا ہے؟“  
”اُسے پہلے ہی امید تھی کہ وہ رانا پبلیس کے تہ خانے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔“  
”یاس کو غم ہو گا۔“ وہ بے نیازی سے بولا۔

”بہت خوب۔“ ڈافن نے غمگین لگا یا۔ ”بہت اچھا جواب ہے۔“  
”عمران خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔“

”اب تم بینا پر کرنے کی کوشش کر رہے ہو کہ تمہارا سربراہ کوئی اور ہے کہیں؟“  
”کیا تم لوگ مجھے ہی سب کچھ سمجھ رہے ہو۔؟“

”یقیناً۔ رات کو کنگ لکھنے والا ہی تمہارا سربراہ ہو گا۔“ وہ ہلکی سی مسکراہٹ  
میں پیریکسیر کر بولی جس میں شوخی اور طنز یہ نمایاں تھا۔

”ہاں۔“ عمران نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

”اچھا اب تمہارا باس کیا کرے گا۔؟“

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“

ڈافن مسکراتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر سمجھانے والے انداز  
میں دیکھو عمران۔۔۔۔۔ اب ہمیں ہم لوگوں کے بارے میں اندازہ ہو رہی تھا ہو گا

کہ اتنی آسانی سے مجھ پر نہ ٹوٹ رہیں بنایا جا سکتا۔

ہاں... رات کا ٹھک سے تمہارے دھوئی کی تر جانی کرتی ہے۔ اس نے سر

پالنے پر سنے کہا۔

انگیز کو دیکھ... سر ابھی بتا رہی ہوں کہ تم کس طرح تمہاری چال سمجھے تھے۔

"یقیناً میں اپنا اور اپنے پاس کی غلطیاں جاننے کے لئے بے چین ہوں۔"

پتھر پر زمین پہلے نہیں وہی جناروں اُس کے بعد تم میری باتیں زیادہ سکون سے

سمجھ سکو گے۔"

"شکریہ۔"

تم جیک کے میک اپ میں سب سے زیادہ پس آئے تو مجھے حیرت ہوئی کہ تم کس  
 طرح قرار دے گئے کہ تم نے اُس کی بات اندر چال کی بہت کامیاب نقل کی تھی مگر جوں  
 کہ وہ مجھ سے بہت قریب تھا اس لئے میں نے محسوس نہ کیا۔ جیک مجھ سے بہت فری  
 تھا اس کی ہر بات سنو کہ جانتے وقت میرا گانا آکھنڈ سے پختہ پاتا تھا اور ایک آدھ  
 رومانی بلہ ضرور کہتا تھا کہ میں میرا بوسہ بھی لے لیا کرتا تھا لیکن تم نے ایسا نہ کیا اور  
 مجھے شہر ہو گیا میں نے تم سے گفتگو کر کے یقین میں بدل لیا اب تم ہمارے چکر میں  
 پھنسے ہو اور ہم تم سے چکر لے رہے۔ کچھ دیر بعد تم سلسلہ رہا ہمیں تمہاری اصیت جاننے  
 کے لئے کوئی اور اہم کمینا تھا اور تم بھی اسی چکر میں پھنسے پنا پتھ جب تمہارا ساتھی  
 حصار پڑ گیا اور ہم نے ایک پلان بنایا۔ وہ پلان دو برس سے مقصد کا حاصل تھا  
 ہر بات تم سے کیا کہ مران ملک آپ کو کہتے تھے میں معذور کے پاس بھیجتے ہیں تم اُس سے  
 سہولتوں حاصل کرتے۔ یہاں کیا راجہ کی وراثت کی دونوں اس پلان سے یہ امید تھی  
 کہ تم ضرور اپنے مقاصد کے لئے تلوے سونڈ نہ رہے ہمیں گھیرنے کی کوشش کر دے اور وہی  
 جانا۔ تم نے اپنے ساتھ میرا پناہ میک اپ کر دیا۔ اور ہم نے اُسے اغوا کرتے

وقت اسی لئے تمہیں ساتھ رکھاتا کہ تمہیں شہم نہ ہو سکے... تم خوش تھے کہ تمہارا پلان کامیاب ہو رہا ہے پھر جب تمہاری ساتھی نے باس سے گفتگو پر زور دیا تو ہم سمجھ گئے کہ لمبا پروگرام ہے اس کے باوجود باس نے ایک پروگرام بنایا جس کے تحت اس کی جگہ نقاب لگا کر گر وہ کا ایک آدمی آیا اور ہم لوگوں کی اداکاری تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی خیر بات باہر کی سنو... ہر کمرے میں چار آدمی چھپا رکھے تھے جو پوری طرح چوکس تھے جب تمہارے ساتھی اپنی دانست میں ہم لوگوں کو پکڑنے آرہے تھے خود کپڑے لگے اس طرح تم خود جال میں پھنس گئے۔

”رات تمہارا باس نہیں تھا۔“

”ہشت۔ باس احمق نہیں ہے۔“

عمران خاموش رہا... اس کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ دوسروں کو بھانسنے کے چکر میں خود ہی پھنس گیا تھا۔

”ہاں۔۔ اب تم شرافت سے سب کچھ بتا چلو۔“ چند لمحے بعد ڈفرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھی کہاں ہیں۔؟“ عمران نے پوچھا۔

”سب محفوظ ہیں... مطمئن رہو۔“

”میں سب کچھ بتا چکا ہوں... اب کیا پوچھنا چاہتی ہو۔؟“

”رات کی بات ناقابل یقین ہے... میں ایک بار پھر کہہ رہی ہوں کہ دانش منزل اور ناپلیس جیسی عمارتیں اور جدید ترین ٹراسیمر استعمال کرنے والے معمولی اسمگلر نہیں ہوتے۔“

”کیا اسمگلر کوٹھیاں نہیں بنا سکتے۔؟“

”یہ میں نے کب کہا دانش منزل اور ناپلیس کی طرز تعمیر ہماری توجہ کا مرکز ہے نا تعمیر میں جن معمولی معمولی باتوں کا خیال رکھا گیا ہے اس کی طرف میرا اشارہ ہے۔“

”اور اگر میں یہی کہوں کہ ہم اسمگلنگ کرتے ہیں تو۔؟“

”ہم یقین نہیں کریں گے اور بعد میں یہی ہوگا کہ تم سب کو ختم کر دیا جائیگا۔“  
 ”ہمیں ختم کر کے کیا تم محفوظ رہو گے۔“

”اب تم یہ بات ذہن میں ڈالو گے کہ تمہارے مرنے کے بعد بقول تمہارے تمہارا  
 باس ایک طوفان کھڑا کر دے گا اور ہمیں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا اور ہم  
 بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔“

”ہاں۔“

”بکواس.... اب اس کے پاس کوئی ایسا راستہ ہی نہیں ہے جس پر چل کر ہم  
 تک پہنچ سکے جو لوگ تمہاری نظروں میں تھے وہ سب رات ہی یہاں سے دو سری جگہ  
 منتقل کر دیئے گئے ہیں۔“

”بہر حال... حقیقت بنادی اب تمہاری مرضی ہے اس پر یقین کرو یا نہ کرو۔“  
 ”ہوں۔“ ڈافن نے پر خیال انداز میں کہا۔  
 عمران خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں تک خاموشی چھائی رہی پھر ڈافن ہی نے  
 سکوت توڑا۔

”اچھی بات ہے۔ میں تمہیں تمہارے دوستوں تک پہنچا دیتی ہوں.... دو دن  
 تک تم سب مل کر سوچو اس کے بعد بھی اگر تمہارا یہی جواب رہا تو پھر تو باس کا  
 حکم ہو گا وہی کیا جائے گا۔“

وہ کڑی ہو گئی باس کے ساتھ ہی وہ بھی کھڑا ہو گیا.... باہر بند گاڑی  
 موجود تھی.... ان دونوں کے بیٹھنے ہی گاڑی چل پڑی.... عمران باہر کا منہ  
 دیکھنے سے محروم تھا۔ کافی دیر تک گاڑی کا دوڑتی رہی پھر اس کی رفتار کم ہونے  
 لگی اور پھر وہ رک گئی! دروازہ کھلا.... وہ دونوں باہر نکلے.... ساٹھ  
 ہی دو آدمی ریوالور لئے موجود تھے انہوں نے سر کے اشارے سے ڈافن کو سلا

کیا جس کے جواب میں اُس نے بھی سر کو جھنسن دی۔ گاڑی کسی عمارت کے پور ٹیکو میں کھڑی تھی.....! رپوانور کی زرد پروہ عمارت میں داخل ہوئے پھر ڈافن تو ایک کمرے میں چلی گئی اور اُسے ایک دوسرے کمرے میں دھکیل دیا گیا جہاں اُس کے سب ہی ساتھی موجود تھے۔

”آئیے.... آئیے۔“ صدف مسکرایا۔

عمران نے کھوپڑی پر ہاتھ پھیر کر چاروں طرف کا جائزہ لیا پھر وہ خاور کے پاس جا بیٹھا..... اس کا بھی سیک اپ ختم ہو چکا تھا

”کہئے۔“ خاور ہولے سے بولا۔

عمران نے اس کے ہاتھ پر ننگڑالی مگر ٹراسمیر ننگڑی غائب تھی۔

”بے گئے۔“ خاور نے اُس کی نظروں کا مقہوم سمجھ کر بتایا۔

”اللہ کرے سب کو جہنم میں جگم ملے۔“ عمران کے چلے پھینے انداز میں بدعا دی۔

”بہت خوب۔“ صدف بولا۔

”آپ بھی ہیں۔“ عمران چہرکا۔

”ادھر بھی دیکھیے۔“ صدف نے تنویر اور حویبان کی طرف اشارہ کیا۔

”ماشا اللہ.... ماشا اللہ....“

”یہ سب کیا ہو گیا عمران صاحب۔“

”شکار میں خود شکار ہو گیا۔ تم لوگ جتاؤ.... کیا گزری۔؟“

”حقیقت جاننے کی کوشش کر رہے تھے ہم بالکل خاموش رہے۔“

”ماشا اللہ.... بڑے اچھے بچے ہیں۔“

”ایکٹو صاف نکل گیا۔“

”مزا اس وقت جب وہ بھی پکڑا جاتا۔“ عمران نے کہا۔

”کم از کم دیدار تو ہو جاتا۔“ خاور سر ہلا کر بولا۔  
 ”یہ سب کیسے ہوا۔“ صفدر نے عمران کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔  
 ”دکھ بھری داستان ہے بھائی صفدر۔“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا  
 ”تم سنو گے تو تم بھی دکھی ہو جاؤ گے۔“  
 ”آپ کی مرضی۔“

”بیچارہ پیٹھے رہنے سے تو بہتر ہے مل کر کورس کی شکل میں کوئی بھی گید  
 نکال دیا جائے۔“ چند لمحوں بعد عمران نے تجویز پیش کی۔  
 ”خاموش رہو۔“ تنویر غرایا۔ ”ہر وقت میں تمیں اچھی نہیں لگتی۔“  
 ”آخا، بھائی تنویر بھی ہیں..... کوئی حضرت کیا حال چال ہیں۔“  
 تنویر اُسے غصے سے لگا لگا کر  
 عمران نے اُسے آنکھ مار دی..... وہ بھٹنا کر کچھ کہنے ہی والا تھا  
 صفدر بول پڑا۔

”چھوڑو..... ہنگامے کی ضرورت نہیں۔“  
 عمران نے سر جھٹکا لیا..... بالکل اس طرح جیسے بچے ڈانٹ سہ  
 جھٹکا لیتے ہیں..... صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

## وقار عظیم

دو دن سکون کے ساتھ گزر گئے۔

اس دوران میں انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی الجھن مروجہ رہا۔  
 کہ وہ فرار ہو سکتے۔ بلیک زبروئے نیکی بھانگے۔ عزان بے غرض تھا اسے  
 یقین تھا کہ بلیک زبروئے زانا بلیس اور دانش منزل کو ہر حال میں چھوڑا رکھا ہو  
 کیونکہ اگر وہ سپنر یا تو اول تو انیسویں کا ڈرامہ ختم ہو جاتا تو وہ لوگ تھیل  
 طور پر ان دو عمارتوں کی تلاش لیتے اور پھر انہیں جتے یقین ہو جاتا کہ ان کا واسطہ کم از کم  
 اسمگلروں سے ہرگز نہیں تیسرے دن صبح ہی رات نے عزان کو طلب کر لیا تو ان کے  
 دو دن میں بہت کچھ سوچا لیا تھا وہ بہت "ٹھیک" اور ہر کوئی تھیل ڈاٹن کر رہے ہیں  
 ٹھیل رہی تھی .... اُسے دیکھ کر رک گئی۔

”اسلام ٹیکم۔“ عزان نے چہرے پر حماقت بچائے تھیل گئی اور کاری کی۔  
 ”بیٹھو۔“ وہ اس کا ہاتھ لہذا کر کے بولے۔

عزان ہونے پر ڈھیر ہو گیا ڈاٹن نے سگر بیٹے نکال کر سیدھا ٹھیل پھر اُس کی  
 آنکھوں میں براہ راست دیکھتی ہوئی بولی۔ ”کیوں۔؟“ ”کیا سوچا ہے۔؟“



”اگر تم بچاؤتی ہو کہ میں جان چھڑانے کے لئے کوئی ڈرامائی اعتراف کروں

ٹھیک ہے ورنہ۔۔۔۔۔“

”خو نصورت جملوں کے ذریعہ اپنی ضد کو۔۔۔۔۔“

”غلط سمجھ رہی ہو۔“ وہ بات کاٹ کر بولا۔

”جانتے ہو باس نے کہا حکم دیا ہے۔“

”موت سے بڑی سزا کیا ہوگی۔“

”سمسکا۔۔۔ سمسکا کر مارا جائے گا۔“

”ٹھیک ہے۔ اگر فی الحال جان بچانے کے لئے میں کوئی اعتراف کر بھی لوں

تو اس جھوٹ پر تمہیں اور زیادہ غصیاں برداشت کرنا پڑیں گے۔

”جھوٹ موت بولو۔۔۔ سچ بولو۔“

”اب میں کچھ بولتی ہی نہیں۔ وہ جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔

”ادا کار سے کی ضرورت نہیں۔“ ڈرافٹن نے منہ بنا کر کہا۔ ”تمہارا

ادا کار یوں اسے ہم کافی غلطوٹ ہو چکے ہیں۔“

”بکھر جوا ہو کر لو۔“

”یہاں سے نکل بھاگے گا بھی خیال دل میں نہ لانا۔“

”اچھا۔“ عمران نے جھجھکے انداز میں پلکیں جھپکائیں پھر اچانک ہی ابر

نے ڈاشن پر ایک نئی تلی چلائنگ لگائی تھی اور اسے دیوچ لیا تھا پھر عمران نے

پھر اسے اس کے منہ پر باٹھ کر کھاتا کہ وہ آواز نہ نکال سکے ڈرافٹن اس کی گرفت

میں جبری طرح چلی لیکن آزاد ہونے میں کامیاب نہ ہو سکی عمران نے اس کی کینٹینا

دبانا شروع کر دیں اور پھر جلد لکے بعد ہی وہ بے ہوش ہو گئی۔ اچھی طرح اطمینان کو

کے بعد عمران نے اسے بے جا کر آرام کمرے پر اس طرح بیٹھا دیا کہ آنے والا ہی سمجھے

کہ وہ خاموش ہے.... کہ سی کی پشت اُس نے پہلے ہی دروازے کی طرف کر دی تھی۔ پھر وہ ربے پاؤں دروازے کی طرف بڑھا پھر کسی خیال کے تحت نیڑی سے پاؤں اور ڈافن کی جیکٹ کی جیب سے ریو اور نکال دیا۔ اُسے یقین تھا کہ باہر بہت سخت حفاظتی انتظامات ہیں جبھی تو ڈافن اتنی مطمئن تھی دروازے کے قریب جا کر عمران نے کی ہوں سے جھانکا.... قریب ہی اُسے ایک تیلوں نظر آئی.... جس کا مطلب تھا کوئی باہر کھڑا ہے۔ وہ ہر کام خاموشی سے کرنا چاہتا تھا ہنگامہ کی صورت میں اس کا نقصان تھا۔ وہ دروازے کے قریب کھڑا سوچتا رہا.... کافی دیر گزر گئی لیکن کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی باہر کھڑے ہوئے حواظ سے تو مٹا جاسکتا تھا لیکن پھر نہیں اس کے علاوہ اور کتنے لوگوں سے سامنا کرنا پڑتا.... کافی دیر گزر گئی پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی.... اب وہ ڈافن کے ہوش میں آنے کا منتظر تھا.... لیکن اُسے کم از کم ایک گھنٹہ لگتا.... عمران نے فرج سے بوتل نکالی اور اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالنے لگا۔ ڈافن تھوڑی دیر تک کسمپاسی پھر اُس نے آنکھیں کھول دیں.... عمران نے ریو اور کارخ اس کی طرف کر دیا۔ وہ چند لمحے منہ پھاڑے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر اچھل کر کھڑکی ہو گئی۔ چہرے سے غصہ اور ہراس کا اظہار ہو رہا تھا۔

”خاموش رہنا۔“ عمران نے وارننگ دی۔

ڈافن خاموش رہی۔ جب اُسکے اوسان بحال ہوئے اور ذہن صحیح طرح کام کرنے لگا تو وہ بولی۔ ”فضول ہے۔ تم بچ کر نہیں جاسکو گے۔“

”تم فکر مت کرو.... مجھے احساس ہے کہ باہر کتنا سخت انتظام ہے۔“

”اس کے باوجود تم نے یہ حرکت کی۔“

”ہاں.... بچ نکلنے کی ترکیب ہے۔“

”تم باہر نہیں نکل سکو گے۔“

”بڑی آسانی سے۔“ عمران مسکرایا۔

”کس طرح۔“

”تمہیں ڈھال بنا کر نکل جاؤں گا۔“

”بچے ہو۔“ اس نے مضحکہ انداز میں منہ بنایا۔

”کیوں؟“ عمران نے تیلیوں کو گردش دی۔

”بہت پرانی ترکیب ہے۔“

”لیکن بہت کارآمد۔“

”میں اس کے لئے تیار نہیں۔“

”میں بے دریغ گولی مار دوں گا۔“

”اوہ۔ واقعی۔“

”میں بالکل سنجیدہ ہوں۔“

”لیکن تمہارے ساتھیوں کا بہت بڑا حشر ہو گا۔“

”تم بیہ خیال کے طور پر میرے ساتھ رہو گے۔“

”ہو سکتا ہے.... کسی نامعلوم سمت سے آئی ہوئی گولی تمہارا کام کر دے۔“

”یہ وہ امت کوڑا اب اتنا کمزور بھی نہیں ہوں کہ گولی لگنے ہی مر جاؤں۔“

”ڈافن چند لمحوں تک اسے گھورنے رہی پھر بولی۔ احمقانہ باتیں مت کرونا میر

تمہیں معاف کر دوں گی۔“

”نہیں محترمہ ڈافن.... میں نے سوچ لیا ہے۔“

”تم خود اپنی مصیبت کو دھت کر دیئے رہے ہو۔“

”میراثاتِ توبہ سے سنو۔“ عمران اس کی بات نظر انداز کرتا ہوا بولا۔

”باہر کھڑے ہوئے اپنے مافقی کو بلاؤ اور اُسے ہدایت کرو کہ وہ گاڑی نکالے تم مجھے لے کر کہیں جا رہی ہو لیکن یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنا اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو میں جیوب سے ہی قاتل کر دوں گا۔“

”سوچ لو۔“ ڈافن نے پھر سمجھانا چاہا۔

”جلدی بلاؤ۔“ عمران نے ریلوے گاہ کو جیوب میں رکھا لیکن اپنا ہاتھ جیوب سے باہر نہیں نکالا۔ ڈافن نے بلندا آواز میں ”جیمز“ کہہ کر آواز دی۔ فوراً ہی درازہ کھلا اور جیمز کمرے میں داخل ہوا۔

”گاڑی نکالو۔“

”بہتر ہے۔“ وہ سر بلا کر کمرے سے نکل گیا۔

”اور کوئی ہدایت۔“ ڈافن بیونٹ سکڑ کر بولی۔

”ہم دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے گاڑی تک پہنچیں گے۔ تم ڈرائیونگ کرو گی اور ظاہر ہے میں تمہارے ساتھ ہی بیٹھوں گا۔“

وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ کچھ دیر پہلے جو پیشانی پر شکستیں پڑی تھیں وہ غائب ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ اب وہ پرسکون تھی۔ پانچ منٹ بعد جیمز کمرے میں داخل ہوا۔

”گاڑی نکال دی میڈم۔“ وہ مودبانہ انداز میں بولا۔

”چلو۔“ ڈافن کھڑی ہو گئی۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ کمرے سے نکلے۔ جیمز ان سے چند قدم پیچھے تھا گاڑی تک پہنچتے پہنچتے عمران کو اندازہ ہو گیا کہ کتنے سخت حفاظتی انتظامات خفیہ ڈافن نے ڈرائیونگ سیٹ سمجھائی اور وہ اس کے برابر بیٹھ گیا۔ گاڑی رنگنی ہوئی پھانک سے نکلی پھر سڑک پر آتے ہی اس کی رفتار تیز ہو گئی۔

”کہاں چلوں۔؟“

”فی الحال سیدھی چلو۔“

”تم نے اپنے ساتھیوں کی زندگی خطرے میں ڈال دی ہے۔“

”فکر مت کرو۔ وہ بھی شام تک آزار ہو سائیں گے۔“ ڈافن نے گردن

گھما کر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

”تھیک کہہ رہا ہوں۔“

”کس طرح؟“

”وقت بہ بتادوں گا.... ہاں ذرا دائیں طرف موڑو۔“

ڈافن نے ہدایت کے مطابق دائیں طرف گاڑی موڑ لی.... وہ توجھا ہوا کہ

بیٹھ گیا کہ تعاقب سے باخبر ہے.... نیچے دوڑ دوڑاتے ہوئے سسٹان پڑی تھی

پندرہ منٹ بعد گاڑی ماڈل کالونی کی ایک کوٹھی میں داخل ہوئی اجن بند کر کے وہ

دونوں اترے ہی تھے کہ بالکل زیر نظر آیا۔

”آپ۔“ اس نے کندھے سے نکلا چہرہ تیزی سے اُن کی طرف آیا۔

”اندھ چلو۔“ عمران ڈافن سے مخاطب ہوا۔ وہ کندھے پر ہاتھ رکھ کر اندر کی

دروازے کی طرف چل دیے اندر عمران نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

”تشریف رکھیجئے۔“ ڈافن صوفے پر بیٹھ گئی چہرے پر مکمل سکون و اطمینان تھا

”اب میری بات غور سے سنو۔“ عمران اس کے سامنے بیٹھا ہوا بولا۔

”مناؤ۔“

”تم یہاں سے اپنے ساتھیوں کو فوری طور پر ہدایت دو گی کہ وہ تمام قیدیوں کو بند

گاڑی میں لے کر یونیورسٹی روڈ پر آجائیں۔“ تم وہاں ان کا انتظار کر ڈی گئی۔

”کیا بات ہوئی؟“ ڈافن کی پیشانی پر تسکین ابھرائی۔

”جہ کہہ رہا ہوں وہی کرو۔“ وہ ایک طرف کھڑا ہوا لیکن فون اٹھا کر اس



”آپ باہر کھڑی ہوں۔“ عمران نے ڈافن سے کہا۔  
 ”وہ گاڑی پہچان جائیں گے۔“ وہ مڑ کر بولی۔

”چلو۔“ عمران کا ہجیم خشک اور تحکمانہ تھا۔ ڈافن نیچے اتر آئی۔ یونیورسٹی  
 بند ہونے کی وجہ سے سڑک سسنان تھی دس منٹ بعد دوسری طرف سے سیاہ رنگ کی  
 دین آتی نظر آئی۔ ”سب کو باہر بلا لینا۔“

”میں سمجھ گئی ہوں۔“ ڈافن نے منہ بنایا۔ سیاہ رنگ کی وین گاڑی سے  
 چند گز دور جا کر رک گئی! اگلی نشست پر ڈرائیور کے ساتھ جیمین بیٹھا تھا۔... گاڑی  
 رکنے ہی وہ دونوں اتر کر تیزی سے ڈافن کی طرف آئے۔ عمران سر جھکائے کھڑا تھا۔  
 ”سب کو لے آئے۔؟“ ڈافن نے پوچھا۔

”جی ہاں... لیکن۔“ وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عمران ریو اور نکلا کر بولا۔  
 ”مجھ سے پوچھو۔!“

جیمین اور اس کا ساتھی ڈرائیور گھبرا گئے۔ ”ہاتھ اٹھا دو جیمین۔“ ڈافن جلدی  
 سے بولی۔ ”اب تم قیدیوں کو یہاں لانے کا سبب جان گئے ہو گے۔“ جیمین نے  
 پھرتی سے ریو اور نکالنے کی کوشش کی۔... عمران کے ریو اور سے شعلہ نکلا اور  
 جیمین کے ہاتھ سے ریو اور نکل کر دور جاگرا۔ اس نے گھبرا کر ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔  
 ”سب کو باہر نکالو۔“ عمران نے ڈافن کو حکم دیا۔

ڈافن نے آگے بڑھ کر وین کا دروازہ کھول دیا۔  
 ”باہر آ جاؤ۔“ عمران نے ہانگ لگائی۔

وہ سب کود کر باہر آ گئے!..... تیز زدہ اور پریشان سے۔

”حیرت بعد میں ظاہر کرنا.... فی الحال ان دونوں کو گاڑی میں بند کر دو

اور ہاں کالے سوٹ والے کی تلاشی لو۔“ عمران نے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔





”لیکن.....“ مسفر نے کچھ کہنا چاہا۔

”فی الحال کوئی سوال نہیں جو کچھ کہاں جا رہا اس پر عمل کر دو۔“

”اچھا.... ٹھیک ہے۔“ وہ کمرے سے چلے گئے!

ان لوگوں کے جلنے کے بعد ڈائن اُٹھ کر سے مخاطب ہوئی۔ ”کیا تمہارا وہ ساتھی ان لوگوں کے سامنے نہیں آتا؟“ اس کا اشارہ بلیک زیرو کی طرف تھا۔

”یہ خیال تمہارے ذہن میں کیوں پیدا ہوا؟“

”کیا میں غلط کہہ رہی ہوں۔“

”نہیں۔ وہ ہمارا باس ہے اور کسی کے سامنے نہیں آتا۔“

”میرا خیال ہے اس دن بھی بھاگ نکلا تھا۔“

”بالکل غلط سوچ رہی ہو۔“

”ہو سکتا ہے۔ وہ لا پرواہی سے بولی۔

”اگر ایڈارٹ ہو تو چیز والے پوچھوں۔“ عمران ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ بولا۔

”یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تم مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے۔“

عمران بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”ہاں.... تم بھڑا اور جاسنس پر کوشش کر کے دیکھ لو۔“

”اچھا چھوڑو....“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”کوئی اور بات کریں۔“

”یہ اتنا سب خیال ہے۔“ ڈائن خوش دلی سے مسکرائی۔

”لیکن سلسلہ یہ ہے کہ کیا بات کی جائے؟“

”بیمز پھیر کر ہم اسی مونس پر آ جا چاہتے ہو؟“

”نہیں.... لیکن صرف ایک سوال پوچھوں گا۔“

”کیا؟“

”ہمارے فرار اور تمہارے غائب ہو جانے سے کیا ردِ عمل ہوگا۔“

”میں کیا کہہ سکتی ہوں۔“

”کچھ اندازہ تو ہوگا۔“

”نہیں.....“

”جیک ہے... تم آرام کرو... شام کو گفتگو ہوگی۔“

وہ اٹھ کر کمرے سے نکل آیا..... دروازہ مقفل کرنے کے بعد

وہ سیدھا تہ خانے کی طرف چل دیا۔ اس کے ذہن میں بہت سے سوالات تھے جس  
لے وہ جواب پتا ہوتا تھا۔

# وقار عظیم

## پاکستانی پوائنٹ

### ڈاٹ کام

جینر اور اس کے ساتھی نے کچھ بتانے سے صاف طور سے انکار کر دیا تھا  
ان نے سختی سے پوچھ گچھ کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اُسے امید تھی کہ وہ دونوں سختی  
بعد اتنا ہی بتا سکیں گے جتنا وہ جیک سے معلوم کر چکا تھا یا جتنی باتوں کا  
علم تھا ڈافن البتہ اس کی معلومات میں اضافہ کر سکتی تھی لیکن اُسے راہِ راست  
النا برا مشکل تھا تہ خانے سے نکل کر وہ ڈافن کے کمرے میں آیا۔ وہ صوفے

پر بیٹھی تھی۔ ہاتھ میں جھلتا ہوا سگریٹ تھا۔ اُسے دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

”میں آرام میں محفل تو نہیں ہوا۔؟“ عمران نے بڑی شائستگی سے پوچھا۔

”میں تمہاری قید میں ہوں۔“ اس نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر تمہارے میک اپ میں، میں اپنی ساتھی۔۔۔۔۔؟“

”جیک کی جگہ تم نے کا اور پھنس گئے اب اگر تم اُسے بھی پھنسانا چاہتے

تو ٹھیک ہے۔“ ڈافن عمران کی بات کا رٹ کر بولی۔

”میری بات کو سمجھو۔“ وہ سمجھانے والے انداز میں بولا۔ ”اور مجھے

کہ جو بھی لڑکی تمہاری جگہ لے گی وہ کن باتوں سے پہچانی جائے گی۔“

”بہت خوب۔“ وہ آہستہ۔ ”یہ میں کیوں بتاؤں۔“

”تمہیں مجبور بھی کیا جاسکتا ہے۔“

”سختی کر کے بھی دیکھو۔“ ڈافن نے لاپرواہی سے شانے اچکائے

عمران چند لمحوں تک غور سے اُس کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”تم لوگوں

غائب ہو جانے کا اُسے علم ہو گیا ہوگا۔“

”میرا خیال ہے وہ تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔“

”رابطہ کیسے قائم کرے گا۔؟“

”وہ اسی فکر میں ہوگا۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اس انتظار میں ہو کہ تم

سے میری معرفت رابطہ قائم کرو۔“

”کیا ایسا ہو سکتا ہے۔“

”ہاں۔“

”کیسے۔؟“

”میں گروہ کے کسی رکن کو فون کر دوں گی کہ وہ تمہارا پیغام پاس کرے



”اُس نے تفصیل سے اپنے فرار کے متعلق بتایا۔

”اب یہ بتائیے اُس دن پانسہ کیوں کرایٹ گیا۔؟“

”ہاں۔“ ”عمران ہنسا۔“ ”مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ تم بچ نکلے۔“

”بس موقع مل گیا۔“

”بہر حال سنو۔“ پھر اس نے وہی تمام باتیں دہرا دیں جو ڈرافٹن نے اُس

بتائی تھیں۔ آخر میں اس نے کہا۔ ”اب یہ بتاؤ دانش منزل اور رانا پلس کی گارانی ہو رہی

”دانش منزل تو خالی ہے..... رانا پلس میں جوزف وغیرہ بدستور ہیں

نے فون کر کے اُسے سب کچھ سمجھایا تھا رڈولف آپ سے ملنا چاہتا ہے۔“

”ان لوگوں نے عمارت میں گھسنے کی کوشش نہیں کی۔؟“

”ملٹری انٹیلی جنس نے دونوں عمارتوں کو کور کر رکھا ہے.... دوسرے

لوگوں نے رانا پلس میں گھسنے کی کوشش کی تھی مگر انٹیلی جنس والے ہوشیار

وہ بھاگ نکلے.... دانش منزل کی طرف کوئی نہیں گیا۔“

”گڈ۔ انٹیلی جنس واوں کو بھی وہ ہمارے گروہ کے آدمی سمجھے ہوں گے

”خفا ہے۔“ ”بلیک زیرو مسکرایا۔“ ”لیکن فرار ہونے کے بعد میں

چکر میں تھا کہ کیا کروں کیونکہ آدھ گھنٹے بعد ملٹری انٹیلی جنس کے ساتھ جب

وہاں پہنچا تو عمارت خالی تھی اور اُن لوگوں تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔“

”مجھے تمہاری پریشانی کا احساس تھا اور خوشی اس بات کی کہ تم بچ نکلے۔“

”بہت ہی اچھا ہوا۔“

”ہاں.... یقیناً....“

”اب کیا ارادہ ہے۔“

”ابھی ڈرافٹن سے گفتگو ہوئی ہے۔“

”کیا۔؟“

”اس نے مختصر اتمام بات بنائی، پھر بولا۔“ پہلے تو میں صفر کو فون کرتا ہوں کہ ب سے کہہ دے کہ جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔“  
 ”ہوں.... ٹھیک ہے۔“  
 ”اُس کے بعد ڈافن سے فون کرائیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔“

”اُس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا پھر ریسیور اٹھا کر صفر سے غبر ڈائل کرنے لگا۔ سلسلہ مل جاتے پر وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔“ ایکسٹو۔“  
 ”یس سر۔“ دوسری طرف سے صفر کی موربانہ آواز سنائی دی۔  
 ”جولیا کے علاوہ تمام ممبروں کو کہہ دو فون پر کہ دوسرے حکم تک اپنے فیلٹ سے باہر قدم نہ نکالیں۔“

”بہتر ہے جناب۔“

”میں کسی قسم کا عذر سننا پسند نہیں کروں گا۔“

”آپ مطمئن رہیں جناب۔“

”اس نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا..... بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر بولا۔  
 ”ڈافن کو ہمیں بے آؤ۔“

”بلیک زیرو سر ہل کر چلا گیا۔ پھر جب دو منٹ بعد دوبارہ نظر آیا تو ڈافن اس کے ساتھ تھی۔“

”بیٹھو۔“ عمران نے فون کے پاس والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ ڈافن بیٹھ گئی۔  
 ”فون کرلو۔“ وہ سنجیدگی سے بولا۔

”ڈافن نے فون اپنی طرف کھسکایا پھر ریسیور اٹھا کر غبر ڈائل کرنے لگی۔ عمران

نے فون پر ابھی طرح ذہنی نشیں کر رکھے۔ بعد ازل جانے پر ڈافن مائل ہو کر کہیں میں !  
 ”ڈافن اسپیکنگ۔“ پھر دوسری طرف کی بات سن کر اس نے کہا۔ ”میرے  
 خور سے سونو۔۔۔ تم باس سے رابطہ قائم کرو گے اور کہو گے کہ ڈافن جیمز اور  
 عمران کی خیریں ہیں اور وہ ان یا اس سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے میں ایک گھنٹے  
 سے رابطہ قائم کروں گی۔۔۔ پس اور کچھ نہیں کہنا۔“ اپنے بھیر کچھ سن کر ایسور کر ڈل پڑا  
 ”کھٹیک ہے۔“ عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے سادھو کام اس کی طرف سے  
 ہی ہوا ہو۔ وہ بلیک فیر کی طرف گھوم گیا۔ ”کھانے کا کیا پروگرام ہے۔“  
 ”میں جا کر رینج بکس لے آتا ہوں۔“

”مناسب خیال ہے۔“ وہ سر ہل کر اس سے باہر نکل گیا۔  
 ”تو بار بار اس ٹیلی فون پر گفتگو کرے گا یا ملنا پسند کرے گا۔؟“  
 ”کچھ نہیں کہا جا سکتا۔“ ڈافن نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔  
 ”کیا وہ کبھی بغیر پیر نقاب کے تم لوگوں کے سامنے آیا ہے۔؟“ عمران نے  
 ”نہیں۔“ ڈافن نے مختصر سا جواب دیا۔  
 ”تم لوگوں کا کارڈ بار کیا ہے۔؟“  
 ”میں کہہ چکی ہوں تم کچھ معلوم نہیں کر سکتے۔“  
 ”اہانت خوب۔۔۔“

”وہ ایسے گفتگو کر کے اور بھی موصوع ہو سکتے ہیں۔“  
 ”چلو پھر مغرب کی تہذیب پر گفتگو کر لی جائے۔“  
 ”تم مذاق اڑا رہے ہو کیا۔؟“  
 ”پر گز نہیں۔“ عمران جلدی سے بولا۔

”تمہاری تہذیب اور ہماری تہذیب میں زمین آسمان کا فرق ہے۔“

ایں اعتراف کرتی ہوں کہ تمہاری تہذیب مثالی ہے لیکن اب وہ جہاں صرف کتابوں کے صفحات پر ہی نظر آتی ہے حقیقی زندگی میں تمہاری تہذیب ہی کو تم لوگوں نے اپنا پایا ہے۔۔۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ تمہاری تہذیب ایک مرتبہ بن کمرہ نکلی ہے نہ تو وہ تالس مشرقی تہذیب ہے اور نہ تالس مغربی اور تمہاری ترقی کی راہ میں ہی تضاد رکاوٹ بنا ہوا ہے اگر تم تالس اپنی تہذیب پر سختی سے قائم ہو جاؤ تو ترقی کر جاؤ گے مغربی تہذیب دہنی طور پر قبول کرنے کے لئے ایک طویل عرصہ لگے گا ابھی تو تمہاری وہی مثال ہے کہ دھونی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔

”حم۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے ہنکارا بھرا۔

”تم یقین کر لو یا نہ کرو۔۔۔ مجھے مشرقی تہذیب سے بہت لگاؤ ہے۔ تمہارے معاشرے میں عورت کا بڑا باعزت مقام ہے ایک کشش ہے دونوں جنسوں کے درمیان۔۔۔ خلوص اور محبت کے اظہار کے جو طریقے ہیں وہ بے انتہاد لہزیب ہیں اس زندگی میں حقیقت ہے لیکن تم لوگ کس قدر بد قسمت ہو کہ اس تہذیب سے دامن چٹرا رہے ہو اس کے برخلاف مغربی تہذیب نے عورت کی آزادی کو جس معنی میں استعمال کیا ہے اسے کوئی محسوس نہیں کرتا وہاں کی عورتوں کی فطری شرم و حیا ختم ہو چکی ہے۔۔۔ آزادی ہے عورت اور مرد کو مل کر معاشرہ تباہ کرنے کی آزادی۔“

”بہت خیرار ہو مغربی تہذیب سے لیکن اس کے باوجود اسے اپناٹے ہوئے ہو۔“

”دیکھو۔۔۔ تم اپنی بڑی تہذیب پر بھی قائم ہیں اور تم مثالی تہذیب کو تباہ کرنے

کے چکر میں ہو۔“

”دنیا کے ہر ملک میں یہی مسئلہ ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ ایک

ایسا مرض ہے جس کے مریض دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں۔“

”ہاں۔ یہ عالمی مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر افن نے سر ہلانے ہوئے تائید کی۔ ہو سکتا تھا کہ



بحث آگے بڑھتی لیکن اچانک بلیک زیرو کرے میں داخل ہوا اسکے ہاتھ میں پانچ عدد پچھلے  
 "تین یہاں رکھ کر دو تہہ خانے میں پہنچا دو۔" عمران نے ہدایت کی۔  
 "ٹھیک ہے۔" اس نے دو پچھلے بکس لئے اور کرے سے نکلی گیا۔  
 اس کے جانے کے بعد وہ ڈافن سے مخاطب ہوا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تمہیں ہماری تہذیب سے لگاؤ ہے اگر تم اپنی تہذیب کے  
 گن گاتیں تو یقیناً مجھے بہت کچھ کہنا پڑتا۔"  
 "علمی طور پر کچھ کر دو۔۔۔ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔"  
 "تم ٹھیک کہتی ہو ڈافن۔۔۔ بہر حال اس بحث کو اب ختم کر دو۔"  
 "ابھی فون کیے صرف بیس منٹ ہوئے ہیں۔" وہ مسکرائی۔  
 "چالیس منٹ باقی ہیں۔"

"ہاں۔"  
 بلیک زیرو کی آمد پر وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میرا خیال ہے دیر نہیں کرنی چاہیئے۔" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔

"یقیناً۔" عمران نے نائید کی۔ کھانا کھانے کے دوران مکمل خاموشی رہی  
 سب ہی اپنی اپنی جگہ کچھ سوچ رہے تھے۔ کھانے کے بعد ڈافن نے سگریٹ جلائی  
 "بہت سگریٹ پیتی ہو۔"

"مجھے بھی احساس ہے لیکن کیا کروں۔" ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس نے ٹیلیفون  
 اپنی طرف کیا اور ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ پہلی ہی کوشش میں رابطہ قائم  
 ہو گیا۔ "ہیلو ڈافن اسپیکنگ۔" وہ ماؤتھ پیس میں یوں جیز سیکڑ تک دوسری طرف سے کچھ سنتی رہی  
 "کیا رہا؟" عمران بڑے غصہ سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" دوسری طرف کا جواب سن کر ڈافن نے ماؤتھ پیس

میں کہا۔ اور ریسور کریدل پر رکھ کر عزان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

”کیا رہا۔؟“

”آج رات گیارہ بجے صرف تم مالاپورہ کے قریبی تالاب پر پہنچ جانا... باس  
بھی وہاں اکیلا ہی آئے گا لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ تمہاری طرف سے کوئی غلط  
حرکت نہ ہو اور نہ ہی کسی پلان کی ضرورت ہے ورنہ نقصان میں رہو گے بس یہی بینا ہے۔“  
”لیکن اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ میرے ساتھ پھر کوئی ڈرامہ نہیں کھیلا جائیگا۔“  
”میں خود تمہاری قید میں ہوں.....“

”اگر انہوں نے تجھے پکڑ لیا تب بھی تم محفوظ رہو گی وہ میرے عیوض تمہارا مطالبہ کریں گے۔“  
”وسم کی ضرورت نہیں..... باس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہاں نہیں آ جا چاہتے  
تو اپنی پسند کی جگہ بتا دو لیکن وہ جگہ پبلک پلیس نہ ہو وہ نقاب لگا کر تمہارے سامنے  
آئے گا اس لئے اس نے ویرانہ منتخب کیا ہے۔“

”ٹھیک ہے.... میں وہیں چلا جاؤں گا.... تم انہیں مطاع کر دو۔“ راضی  
نے فون کمرے کے عزان کی آمادگی سے آگاہ کر دیا۔

”اب آپ اپنے کمرے میں تشریف لے چلیں۔“

”چلو۔“ وہ کھڑی ہو گئی۔ اسے کمرے میں بند کرنے کے بعد پھر واپس آیا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔“ بلیک زیرو نے دریافت کیا۔

”باس کے بجائے اس کا کوئی نمائندہ آئے گا۔“ عزان نے اظہار خیال کیا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے۔“

”ہنگامے کا امکان کم ہی ہے۔“

”آپ اکیلے ہی جائیں گے۔“

”ہاں۔ تم بے فکر رہو۔“

”خیر.... مجھے آپ کی ملازمتوں کا اندازہ ہے۔“

”کیا کچھ پاس ہے۔“ وہ ایک دم سوڑ میں آ گیا۔

بلیک زیرو تینے لگا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”مجھے آپ کو مجبور دیکھ رہا تھا۔“

”ارے ہاں.... ایک بات یاد آئی.... تم نے بتایا تھا کہ رانا تیس میں دو وقت

ان لوگوں نے گیسے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔“

”جی ہاں۔“

”پھر جیک کو وہ کیسے نکال کر لے گئے تھے۔“

”اُسی رات جس دن میں سجاگ نکلا تھا.... اس کے بعد پھر انہوں نے

گیسے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔“

”اچھا۔“ عمران نے سر ہلایا۔

”ان لوگوں کے ساتھ بڑی سخت کرنا پڑے گی۔ بڑے منظم اور چالاک ہیں

بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔“ مجھے بھی ایسا نظر آ رہا ہے۔ وہ پر خیاں انداز میں سر ہلا کر

بھر کسی نیوال کے تخت کھڑا ہو گیا۔

ٹھیک ساڑھے دس بجے عزان تیار ہو گیا۔ سیاہ بتلون اور سیاہ جیکٹ اُس نے پہنی تھی۔ دور پور اور کافی فالتور اؤنڈ جیب میں موجود تھے۔ گیرج سے اُس نے سیاہ رنگ کی تیز رفتار سٹارٹر کی نالی جس میں ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں۔ سڑک پر آتے ہی اس نے رفتار بڑھا دی..... بے انتہا سردی کی وجہ سے سناٹا پھیل گیا تھا.... سڑک سنسان پڑی تھی وہ نہایت تیز رفتاری سے گاڑی چلا رہا تھا۔

پندرہ منٹ بعد وہ اس سڑک پر آ گیا جو کالا پورہ کو جاتی تھی یہ سڑک بھی دور تک دور سنسان پڑی تھی۔ سردی اور ہواؤں کے جھکڑ نے عجیب سماں پیدا کر رکھا تھا سڑک کے کنارے آگے ہوئی جھاڑیوں زرد زرد سے ہل رہی تھیں لیکن جھاڑیوں کے پلنے سے ہوا کی شدت کا اندازہ ہوتا تھا کافی دور آنے کے بعد اُس نے ہیڈ لیمپ بجھا دیئے اور گاڑی کچے میں اتار دی۔ جھاڑیوں کو روندتی ہوئی وہ آگے بڑھتی رہی پھر درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دونوں طرف گھسنے درخت تھے جن کے درمیان گھاڑی چلی جا رہی تھی۔ تاریکی ہی تاریکی تھی..... اور اُس تاریکی میں گھسنے درخت عجیب سے لگ رہے تھے.... لیکن وہ ان پیزوں کا عادی تھا۔ چوتھم چپاٹے ہوئے سڑک سے گاڑی پلار ہا تھا۔ چھ درختوں کا سلسلہ ختم ہو گیا.... سامنے ہی

چھوٹا سا میدان تھا جس میں وہ تالاب تھا۔ اس نے درختوں کے درمیان ہی گاڑی روک دی.... دُور دُور تک کسی کا نام و نشان نہ تھا۔ اُس نے رسٹ و ایچ پر نظر دوڑائی.... گیارہ بجنے میں چھ منٹ تھے وہ گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ ٹھیک گیارہ بجے اس نے ہیڈ لیمپ روشن کئے اور ہارن دیا۔ گاڑی کی روشنی نے میدان کو اجاگر کر دیا.... پھر اس نے لائٹ بجھادی! پھر تار کیجی اور سناٹا....! وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا.... لیکن کوئی سگنل نہ ملا۔ ”کیا چکر ہے۔“ وہ بڑبڑایا پھر محتاط نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا اسی جگہ میں دس منٹ گزر گئے.... پھر اُس نے دیش بورڈ میں نگاہ ڈالی ایک بیج رہا اور گاڑی کے چاروں طرف گنیں نکلا آئیٹاب وہ صرف ایک بیج سے ان چاروں کو استعمال کر سکتا تھا۔

ان گنوں سے نکلنے والی موت کی گولیاں چاروں طرف ہی جانیں۔ اس کے بعد اُس نے دوسرا بیج دیا گاڑی کے ٹیشوں کے ساتھ ایک اور شیشہ آگیا.... گاڑی بلڈ پروف ہو گئی تھی۔ اس نے لائٹ جلائے بغیر پھر ہارن دیا.... اور کوئی ایک منٹ تک مستقل بجاتا رہا۔ لیکن وہی سناٹا اور تاریکی....

”کیا چاہتے ہیں یہ لوگ۔“ وہ بڑبڑایا پھر اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور میدان میں لے آیا.... تالاب کے قریب روک کر اس نے پھر ہارن دیا لائٹ و جلا نا نہیں چاہتا تھا ورنہ عامی گنیں نظر آجاتیں اس نے مایوس ہو کر گاڑی موڑی اور چل دیا۔ درختوں کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے اُس کا ہاتھ اُس میں پرتے جس سے عامی گنیں استعمال کی جاسکتی تھیں۔ کچا راستہ طے کر کے وہ سڑک پر آگیا تیکر اس نے لائٹ نہیں جلائی۔ پھر ایک جگہ سچے میں اتار کر اُس نے گاڑی روک دی۔ اب سڑک پر سے گزرنے والی گاڑی کی نظر اس پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ اجنب بند کر کے اس نے شیشہ ہٹایا تاکہ وہ دور سے آنے والی گاڑی کی آواز سن سکے شیشے کے ہٹتے

ہی ہوا کا جھانکا اندر آیا۔ ”بہت دیر سے کی۔“ اس نے کہہ کر شیشہ تھوڑا سا اوپر کر دیا تاکہ ہوا اس کے چہرے سے نہ ٹکرائے۔ کافی دیر تک وہ انتظار کرتا رہا لیکن مایوسی ہی ہوئی۔ آخر اُسے یہاں لانے کا کیا مقصد تھا۔ وہ سوچتا رہا پھر اُس نے جھٹلا کر گاڑی اسٹارٹ کی اور سڑک پر آگیا۔ گاڑی آندھی اور طوفان کی طرح سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ ہیڈ لمپ اس نے ارادتا نہیں جلائے تھے اور نہ ہی حفاظتی انتظامات ختم کئے تھے بھر جیسے ہی وہ دوسری سڑک پر آیا..... سڑک کے کنارے اُگی ہوئی جھاڑیوں سے ایک کار نکلی کر سڑک پر آگئی اور ترچھی ہو کر رک گئی اس نے پوری طاقت سے بریک لگائے..... گاڑی وہیں جم گئی، دونوں گاڑیوں کے درمیان آٹھ دس گز کا فاصلہ تھا۔ اُس نے بٹن پر انگلی رکھ دی تاکہ ٹائی گنوں کو استعمال کیا جاسکے..... ترچھی کھڑی گاڑی سے نہایت پھرتی کے ساتھ ایک سیاہ پوش نکل کر اس کی طرف آیا..... اُس نے اپنی طرف کا شیشہ گرا دیا۔ سیاہ پوش گاڑی سے ایک فٹ دور آ کر رک گیا چہرہ بند آواز میں بولا۔

”مسٹر عمران۔“

”ہیس۔“ وہ بھی اونچی آواز میں بولا۔

سیاہ پوش قریب آگیا.....

”بہت بُر کیا۔“ عمران پر سکون آواز میں بولا۔

”مجھے افسوس ہے..... لیکن میں تمہاری طرف سے مطمئن نہیں تھا۔“

”مجھاب تمہاری طرف سے اطمینان نہیں ہے۔“

”بہت خوب..... لیکن یقین کرو میں بالکل تنہا ہوں۔“

”کیا ارادہ ہے۔؟“

”آرام سے گفتگو کی جائے گی“ سیاہ پوش نے جواب دیا۔

”یقیناً کہیں کہاں؟“

”جہاں تم چاہو۔“

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اپنی گاڑی میں جاؤ۔۔۔۔۔ میں گاڑی آگے لے جاتا ہوں جہاں میں گاڑی روک لوں وہیں گفتگو ہوگی۔“

”ٹھیک ہے۔“ سیاہ پوش سر ہلا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے فوراً شیشہ چڑھا لیا۔۔۔۔۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط رہنا چاہتا تھا پھر اُسے سو فیصدی یقین تھا کہ یہ اُن کا باس نہیں ہے! سیاہ پوش نے جا کر گاڑی اسٹارٹ کی اور ایک طرف کر لی۔ عمران نے اپنی گاڑی آگے بڑھا دی۔ پلن دیا کہ اُس نے عامی گیس چھپا دی تھیں کیونکہ پیچھے آنے والی گاڑی کے ہیڈ لمپ روشن تھے! کافی دیر تک دونوں گاڑیاں دوڑتی رہیں پھر عمران اُس سڑک پر آ گیا جس کے دونوں طرف میلوں میدان تھا۔ کچے میں اتر کر دونوں گاڑیاں میدان میں دوڑنے لگیں۔۔۔۔۔ سڑک سے ایک میل دور آنے کے بعد اُس نے گاڑی روک دی! پیچھے آنے والی گاڑی بالکل اس کے برابر آ کر رک گئی! انجن بند کر کے وہ دونوں نیچے اتر آئے۔۔۔۔۔ اترتے وقت عمران نے اُس کی گاڑی میں جھانک لیا تھا۔

”بہت سردی ہے۔“ سیاہ پوش گاڑی سے ٹیک لگاتا ہوا بولا۔

”کیا ہم موسم پر گفتگو کرنے آئے ہیں؟“ عمران نے براہ راست بنا کر پوچھا۔

”بہت خوب۔“ سیاہ پوش نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ ”نڈر بننے کی کوشش

کر رہے ہو۔“

”تو کچھ سمجھ لو۔“

”تم چاہتے کیا ہو؟“ نقاب پوش مطلب کی گفتگو پر آ گیا۔

”کیا تم نہیں جانتے؟“

”کھل کر گفتگو کرو۔“

”بیلے تو ہمارا ارادہ تمہارے گروہ میں شامل ہونے کا تھا لیکن اب تم نہیں بلکہ میل کرنا چاہتے ہیں..... زیاں بند رکھنے کے لئے ہر ماہ ایک معقول رقم۔“

”بہت خوب۔“ سیاہ پوش ہنسا۔

”کیوں؟“

”دیکھو لوگ..... ہم نے تمہیں صرف اس لئے اہمیت دی تھی کہ ہم وہ غلطی بانٹنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے ہم تمہاری نظروں میں آئے وہ بات ہم نے معلوم کر لیا اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی بتا دوں کہ تمہیں یہ بات نہیں معلوم کہ ہم کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور اسی پکڑ کو جانتے کے لئے تم ہمارے گروہ میں شامل ہونا چاہتے تھے لیکن اس دوران ہم نے تمہیں کوئی خاص اہمیت نہ دی لیکن اب تمہیں کافی اہمیت دے رہے ہیں۔“

”اس مہربانی کی وجہ؟“

”تم جو کچھ ظاہر کر رہے ہو..... وہ نہیں ہو۔“

”کیا مطلب؟“

”جدید قسم کے ٹرائیڈر اور شاندار عمارتیں پھالاک سا تھی..... ان کی وجودگی میں تمہیں معمولی آدمی تسلیم نہیں کیا جاسکتا اگر تم اپنی حقیقت ظاہر کر دو تو معاہدہ ہو سکتا ہے ورنہ تم ڈافن جیمز اور جانس کو اپنی قید میں رکھو..... پانی ٹوک تمہاری نظروں میں فقیر وہ سب ملک سے باہر جا چکے ہیں..... پھر ساری کوشش یہاں وجود تم ہم تک نہ پہنچ سکو گے اور تمہیں یہ تو معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔“

”تمہیں اس بات کا اعتبار نہیں کہ ہم بلیک میلر ہیں۔“

”قیامت تک اس پر یقین نہ کروں گا۔“



”مسئلہ الجھڑ رہا ہے۔“

”اپنی حقیقت تبادلو..... ہم بھی اپنا کام تم پر ظاہر کر دیں گے اس کے بعد مل جل کر کام کریں گے ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دینے کا بھی وعدہ کیا جاسکتا ہے۔“

”ٹھیک ہے..... میں اپنے باس کو مطلع کر دوں گا۔“

سیاہ پوش ہنسنے لگا..... پھر ایک لمحے بعد بولا۔ ”ویسے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سربراہ ہو..... اگر سوچنے کے لئے ٹائم چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“

”تمہاری مرضی جو سمجھو..... میں باس کو یہ شرط بنادوں گا پھر ڈفرن کے ذریعہ تم سے رابطہ قائم کر لیا جائے گا۔“

”مناسب بات ہے۔“

”پھر ٹھیک ہے..... چلنا چاہیے۔“

”ہاں۔ اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

ہاتھ ملانے کے بعد دونوں اپنی گاڑیوں میں جا بیٹھے۔

”بیچھے آنے کی کوشش مت کرنا۔“ سیاہ پوش بلند آواز میں بولا پھر اُس نے گاڑی گھمائی اور نہایت تیز رفتاری سے نکلا چلا گیا۔

عمران نے بھی گاڑی اسٹارٹ کی اور چل دیا..... اب اُس نے ہیڈ لیمپ بھی روشن کر لئے تھے جب وہ مڑک پر پہنچا سیاہ پوش کی گاڑی غائب ہو چکی تھی۔ اُس نے گئیر بدل کر رفتار بڑھا دی اور گاڑی پوری اسپید سے مڑک پر دوڑ لگی.....! تھوڑی ہی دیر بعد اُسے سیاہ پوش کی گاڑی کی عقبی روشنیاں نظر آنے لگیں عمران نے رفتار کم کر دی..... پھر شہر میں داخل ہو کر وہ دائیں جانب مڑ گیا..... سیاہ پوش سیدھا نکلا چلا گیا! کافی دیر تک وہ گاڑی مختلف مڑکوں پر دوڑاتا رہا پھر مطمئن ہونے کے بعد اُس نے اس کا رخ ماڈل کالونی

”ف کر دیا۔ جب وہ کوٹھی پہنچا تو بلیک زیرو بے چینی سے اُس کا انتظار کر رہا تھا۔  
 ”کیا ہوا۔؟“ اس نے بے تابی سے پوچھا۔

”ٹرکا۔“ عران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

بلیک زیرو کھسپاٹا ہو گیا۔ چند لمحے بعد عران نے خود ہی کہا۔

”یہ لوگ بہت منظم اور چالاک ہیں بڑی محنت کرنا پڑے گی۔“

”ہوا کیا۔؟“ بلیک زیرو نے ڈرتے ڈرتے دوبارہ پوچھا۔

عران اُسے اپنی اور سیاہ پوش کی گفتگو بتانے لگا۔ اس کے خاموش ہونے پر بلیک زیرو نے کہا۔ ”پھر آپ کیا کریں گے۔؟“  
 ”سوچنا پڑے گا۔“

بچہ منٹ تک کمرے میں خاموشی چھائی رہی پھر اس خاموشی کو عران ہلنے لگا۔

”رڈولف تجھ سے ملنا چاہتا تھا۔؟“

”جہاں... کوئی خاص بات۔؟“

”میں رانا پلس جا رہا ہوں تم آرام کرو۔“

”میں آپ کا انتظار کروں گا۔“

”سکون سے جا کر سو جاؤ۔“

”بہتر ہے۔“

عران اٹھ کر باہر آگیا..... گاڑی ایک دفعہ پھر سسٹان سڑک پر فرائے بھرنے لگی

ان منٹ یور گاڑی رانا پلس کے پھاٹک پر جا کر رُکی..... عران نے مخصوص انداز

پر بارن بجایا..... اُسے معاذ اللہ کہ جوزف جاگ رہا ہو گا وہ عموماً رات کو کم ہی سوتا تھا۔

گاڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا..... وہ گاڑی اندر لیتا چلا گیا۔ اچن بند کر کے وہ

اُتر..... اتنے میں جوزف پھاٹک بند کر کے آگیا تھا۔

”اس وقت باس.....“ اُس نے کچھ کہنا چاہا۔

”رباں کو بالکل بند رکھ۔“ عمرانی نے آنکھیں نکالیں۔

جوزف نے سختی سے ہونٹ بند کر لیں؛ وہ دونوں اندر آئے۔۔۔۔۔  
 سیدھا اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں تہہ خانے میں بنانے کا راستہ تھا۔ جوزف ہونٹ  
 دوقدم پیچھے ملتارہا۔ تہہ خانے میں زیر و پا در کا بلب چل رہا تھا۔۔۔۔۔ اُس نے  
 دبا کر ٹیوب لائٹ ہلائی اور رڈولف کے بستر کی طرف بڑھ گیا۔ جو منہ ڈھانپے  
 ترے سے سو رہا تھا۔

”رڈولف..... رڈولف.....“ اس نے اس کے شانے کو زور سے  
 وہ ہڑپڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔۔۔ چند لمحوں تک منہ پھاڑ سے چند صیائی ہوئی آنکھوں سے  
 رہا پھر جب ذرا حواس درست ہوئے تو طبری سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔  
 ”آپ۔“

”میں نے تمہاری مینڈ خراب کی..... لیکن کیا کروں۔۔۔۔۔“

”نہیں..... نہیں۔“ رڈولف جلدی سے بات کاٹ کر بولا۔

”میں کافی دن سے آپ کا منتظر تھا..... ان لوگوں سے کہا بھی لیا

آپ تک یہ بات نہیں پہنچ سکی۔“

”میں گیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ آج ہی آیا ہوں تمہارا پیغام ملتے ہی فوراً آیا

کہو کیا کوئی تکلیف ہے۔؟“

”نہیں..... بہت اچھی طرح ہوں۔“

”بھر... کیوں یاد کیا تھا۔؟“

رڈولف دوبارہ مسہری پر بیٹھ گیا چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر،  
 آہستہ اُس نے کہنا شروع کیا۔ ”کیا مجھے ساری زندگی اسی تہہ خانے میں

گا.... میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے فرار ہونے کی لاکھ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اس تنہائی نے میرے اعصاب کو بڑی طرح متاثر کیا ہے..... میں آزادی چاہتا ہوں خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

"تمہاری خود اعتمادی کہاں گئی رڈولف۔" عمران طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"میری بات سمجھو..... اگر تم مستقل مجھ پر سختیاں کر کے کچھ جاننے کی کوشش

کرتے تو میں قیامت تک شکست تسلیم نہ کرتا.... لیکن اُس دن کے بعد سے تم لوگوں نے مجھے قطعاً پریشان نہ کیا.... مجھے اس تہ خانے میں ہر چیز مل جاتی ہے....

ہر طرح کا آرام ہے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری کوئی حقیقت ہی نہیں اور اسی احساس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ ہر وقت تنہائی..... ہر وقت تنہائی۔"

"چاہتے کیا ہو؟" عمران اُس کی بات سمجھتے ہوئے بھی انجان ہی بتا رہا۔

رڈولف نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا پھر نگاہیں جھبکا کر بولا۔

"جو کچھ مجھے معلوم ہے بتا دوں، تو تم مجھے جھوڑ دو گے۔؟"

"جھوڑا تو نہیں جاسکتا.... لیکن تہ خانے سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔"

وہ سر جھبکا کر بیٹھ گیا۔

"ہاں.... کیا بتانا چاہتے ہو۔؟" عمران نے پوچھا۔

"مجھے سوچنے دو۔"

"لیکن رڈولف.... جھوٹ مت بولنا۔"

"نہیں.... جو کچھ مجھے معلوم ہے بتائے دیتا ہوں۔"

"بتا بھی چکو۔"

"سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتا دوں کہ میری حیثیت گروہ میں صرف ایک

نوا کا کوکن کی سی ہے۔"

”اچھا ایک بات بتاؤ۔“

”پوچھئے۔“

”تم کیا کرتے ہو.... یعنی تمہارے گروہ کا کیا کام ہے۔؟“

”مجھے نہیں معلوم... مجھ سے صرف معمولی کام لئے بھاتے ہیں۔...!“

”بس.... ختم کرو۔“ عزرا لافٹا اٹھا کر بولا۔ ”تم جو کچھ بتاؤ گے اس سے زیادہ“

جیک بتا چکا ہے۔“

”جو کچھ مجھے معلوم ہے وہی تو بتاؤں گا۔“

”ہوشیار نہ بنو۔“ پیر جوزف سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔

”چلو۔“

”آل غلط سمجھے۔“ رڈولف نے کچھ کہنا چاہا۔

”خاموشی سے سو جاؤ....!“

تمہ نمانے سے باہر آتے ہی اس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی، وہ کوہدائیتیں دے کر روانہ ہو گیا۔ گاڑی بہت تیزی سے جو لیا کے فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی پھر کسی خیال کے تحت اس نے رخ بدل دیا۔ گاڑی ماڈل کالونی طرف دوڑنے لگی جب وہ کوٹھی پہنچا تو تین بچے میں دس منٹ تھے بلکہ ز جاگ رہا تھا۔

”تم سوئے نہیں۔“

”نیند نہیں آئی۔“

”مجھے امید تھی کہ تم جاگ رہے ہو گے.... لیکن سچی بات یہ ہے کہ مجھے سخی

آ رہی ہے.... اب صبح ہی بات چیت ہوگی۔“

”آپ کی مرضی۔“

وہ سیدھا دوسرے کمرے میں آیا..... لباس تبدیل کیا اور بستر میں گھس گیا۔ نیند بہت سخت آرہی تھی..... تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

۵

وقار عظیم

ایک تانی پوائنٹ

تمام بات سننے کے بعد ڈافن نے پوچھا۔  
 ”اب لباس کو کیا جواب دینا ہے۔؟“  
 ”رات تک ہمارا لباس جواب دے دیگا..... پھر تم ٹیلی فون کرنا۔“  
 ”جیسے تمہاری مرضی۔“  
 ”ہاں..... ایک بات تو بتاؤ۔“ عمران آہستہ سے چونک کر بولا۔  
 ”کیا۔؟“

”رڈولف کو تم جانتی ہو.....“  
 ”ہاں..... لیکن اُسے کہاں قید کر رکھا ہے۔؟“  
 ”وہ تمہیں جانتا ہے۔؟“ عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔  
 ”نہیں..... وہ مجھے نہیں جانتا..... مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا

کوئی خاص بات ہے۔؟

”اگر تمہارے میک اپ میں اپنی کسی ساتھی کو اس کے ساتھ قید کر دیا جائے تو۔؟“ عمران معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

”وہی پہلے والی حرکت کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ لیکن تمہیں ایک فیصلہ بھی کامیاب نہیں ہوگی۔“

”دوبارہ۔؟“

”میں رد و لغت کو جانتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ مجھے شکل سے نہیں پہچانتا ایسا صورت میں وہ کسی قسم کی گفتگو نہ کرے گا۔ دوسرے وہ کوئی اہم شخصیت بھی نہیں ہے۔“

”تو تم اہم شخصیت ہو۔“

”لیکن تمہارے لئے بے کار۔“

”ابھی تمہارے ساتھ دوستوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔“

”دشمنی سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔“

”دیکھا جائے گا۔“

”تم میری بات کا یقین کرؤ عمران۔“

”تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔؟“

”میں تمہیں کیا سمجھتی ہوں۔۔۔۔۔ یہ میں کیسے بتاؤں۔؟“

”بتا ہی دو۔“

”چھوڑو۔۔۔ اور کوئی بات نہ کرو۔“

بلیک زیرو کے آنے کی وجہ سے عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”کیا رہا۔؟“

”بے کار۔“ وہ بیٹھتا ہوا بولا۔

”مجھے پہلے ہی امید تھی۔“ عمران نے آہستہ سے کہا۔

پھر وہ ڈرافٹ سے مخاطب ہوا۔

”رات کو طاقات ہوں گی۔“

”مہربانی ہو گی آپ کی۔“ اس کے ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔

”چلو۔“ عمران بلیک زیرو کی طرف گھوم گیا۔

کرہ مقفل کر کے وہ دونوں لان میں آ گئے۔

”وہ فون نمبر ڈرافٹ ہی کے ہوٹل کا ہے۔“ بلیک زیرو اینری چیئر پر بیٹھتا

بولا۔

”اُس نے گفتگو میں کسی کا نام بھی نہیں لیا تھا۔“ عمران نے پُرخیال انداز میں

رہلا کر کہا۔

”جی ہاں.... بہر حال اب کیا ارادہ ہے۔“

”ہم اپنی اصل حیثیت ظاہر کر دیں گے۔“ وہ اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

”کیا مطلب۔“

”ہم غیر ملکیوں کو ہر قسم کا راز فروخت کرتے ہیں۔“

”وہ اس بات پر یقین کر لیں گے۔“

”شاید کر ہی لیں۔“

”وہ یہ بھی تو سوچ سکتے ہیں کہ جب ہم اتنا اہم کام کرتے ہیں اور ہمارا

وہ بھی کافی بڑا ہے پھر ہم ان میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہیں۔“

”ہمیں شبہ ہے کہ وہ بھی یہی کام کرتے ہیں۔“ عمران پھر آنکھ دبا کر بولا۔

”اور عموماً دو پارٹیاں اسی وجہ سے ٹکرا جاتی ہیں۔“



”ہوں۔“ بلیک زیرو نے سر ہلایا۔  
 ”اس بات سے وہ کسی حد تک مطمئن ہو جائیں گے۔“  
 ”معاہدہ کس قسم کا ہوگا۔“  
 ”دیکھا جائے گا.... ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“  
 ”ہاں.... وہی لوگ کچھ اپنی.....“ وہ خاموش ہو گیا۔  
 ”وہ بہت سوچ سمجھ کر معاہدہ کریں گے۔“  
 ”ہاں.... یقیناً.... اور ہمیں بہت ہوشیار اور چوکنا رہنا پڑے گا۔“  
 ”تم فکر مند مت ہو.... اب غلطی نہیں ہوگی۔“ عمران نے اطمینان کا سفا  
 کیا۔ آپ کو امید ہے کہ ان کا پاس ہمارے سامنے آجائے گا۔“ بلیک زیرو نے  
 ”ایک فیصد بھی نہیں۔“  
 ”مسئلہ دلچسپ ہوگا۔“  
 ”تم فکر مند ہو۔“  
 ”آپ غلط سمجھے....!“ وہ ہنس کر یو لاپھر جیب سے سگریٹ نکال  
 جلاتے ہوئے اس نے کہا۔  
 ”جو بیا کے علاوہ سب ہی ان کی نظروں میں آگئے ہیں۔“  
 ”ہاں.... اتفاق کی بات ہے کہ اس کیس میں اب تک جو بیا سے کام نہیں  
 پھر عمران چلا گیا....! بلیک زیرو کو نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں اور کس پکار پر  
 ہے۔ وعدے کے مطابق وہ آٹھ بجے واپس آ گیا۔  
 ”کھانا کھلا دیا ان لوگوں کو۔“  
 ”جی ہاں۔“  
 ”جاؤ۔ ڈافن کوئے آؤ۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو کمرے سے نکل گیا پھر دو منٹ بعد ہی جب دوبارہ نظر آیا تو ڈافن بھی اس کے ساتھ تھی۔

”بیٹھو۔“ عمران نے اپنے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

ڈافن بیٹھنے کے بعد استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”میں نے ابھی باس کو ٹیلے فون کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس بات پر راضی ہو گیا ہے

کہ اصل بات بتادی جائے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے ہمیں نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔“

”بٹھہر د۔“ ڈافن ہاتھ اٹھا کر بولی۔

”میں یہ اطلاع اُن تک پہنچا دیتی ہوں کہ تم لوگ اپنی اصل حقیقت ظاہر

کرنے پر رضامند ہو گئے ہو۔ رہا سوال معاہدے کا وہ مل کر اُسی وقت طے کر لینا۔“

”یہ بھی ٹھیک ہے۔“

”لاؤ۔۔۔۔۔ میں پھر فون کرؤں۔“

”لو۔“ عمران نے ٹیلے فون اس کی طرف کھسکا دیا۔

ڈافن نے وہی نمبر ڈائل کئے پھر سلسلہ مل جائے پر بولی۔

”دیکھو باس کو مطلع کر دو کہ یہ لوگ اپنی اصلیت ظاہر کرنے پر تیار ہو گئے

ہیں۔ باس کا جواب میں آدھے گھنٹے میں چاہتی ہوں۔“

ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

”بالکل ٹھیک۔“ اس نے سر اٹھایا پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر بولا۔

”کیا تم چاہتے بنانے کی زحمت گوارہ کرو گے۔؟“

”کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔“

”چاہئے کے لئے پیشگی شکریہ۔“ ڈافن نے زندہ دلی کا مظاہرہ کیا۔

ایلیک ٹریو کرے سے یا ہر چلا گیا۔ اسکے جانے کے بعد ڈافن پولی۔  
 ”تمہارے پاس نے عقلمندی سمجھا ثبوت دیا ہے۔“  
 ”ورنہ کیا ہوتا۔“

”جو لوگ تمہاری نظروں میں تھے وہ سب جاچکے تھے۔۔۔۔ ایسی صورت  
 میں تم لوگ کیا کر سکتے۔۔۔۔ رہا ہم چاروں کا سوال۔۔۔۔ کسی نہ کسی صورت میں  
 ہم بھی نکل جاتے۔“  
 ”مجھے پٹی پرٹھاری ہو۔“ وہ مسکرایا۔

”کیا مطلب۔؟“  
 ”تمہارا پاس ہر صورت میں ہم لوگوں کی اصلیت جاننا چاہتا ہے پھر وہ تم  
 چاروں کو بھی تو فراموش نہیں کر سکتا۔۔۔۔ وہ ہم سے رابطہ قائم کرنے پر  
 مجبور ہے۔۔۔۔ ہم ہی تم لوگوں کے پیچھے پڑے اور اب حالات ایسے ہو  
 گئے ہیں کہ وہ ہم سے رابطہ قائم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وہی دور اندیش  
 ہے ورنہ ایک دوسرے کو زک پہنچانے کا سلسلہ جاری رہتا۔۔۔۔ رابطہ  
 بھی برقرار رہتا۔۔۔۔ ورنہ کون آسانی سے اپنا ازبنا دیتا ہے۔۔۔۔“  
 ”تم بھی تو اپنی اصلیت ظاہر کر رہے ہو۔“

”ہٹ دھرمی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔۔۔۔ جب وہ جھک  
 رہا ہے تو ہمیں بھی جھکنا چاہیے۔“

”قطع نظر اس کے کہ کون کس کے آگے جھکا ہے۔۔۔۔ ہمارا اور  
 تمہارا اتحاد اچھی علامت ہے بشرطیکہ کوئی فریق دھوکہ دینے کی کوشش  
 نہ کرے۔“

”بہت خوب۔ تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔“

بلیک زیرو کے آنے کی وجہ سے گفتگو رک گئی۔ اس نے پیائے کے برتن  
درمیان میز پر رکھے پھر ڈافن سے مخاطب ہوا۔  
”آپ اپنے ہاتھ کا پیائے پلانا پسند کریں گی۔“  
”اوہ۔ ضرور۔“ وہ مسکرائی۔

”کیا بات ہے۔؟“ عمران نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔  
بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ چھیڑ رہا ہے۔  
”ایک بات میں کہتے پر مجبور ہو گئی ہوں۔“ ڈافن پیائے بنانے لگی۔  
”کیا۔؟“ وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔  
”تم دونوں بہت شریف ہو۔ حقیقتاً نہایت اعلیٰ کردار کے مالک۔“  
”اوہ۔ اچھا!“ عمران نے تحیر زدہ انداز میں بلیکس جھپکائیں۔  
”تم دونوں کے انداز... بات چیت اور دیکھنے میں وہ کینہ بین  
ہیں ہے جو صورتوں کو دیکھتے ہی مردمان بن گئیاں ہو جاتا ہے... جبکہ  
میں تمہاری قید میں ہوں... تم جو پناہ سے کہہ سکتے تھے لیکن اس کینہ  
بین کی ہلکی سی جھلک بھی میں نے محسوس نہیں کی... اور حقیقتاً میں بہت  
حیرت زدہ ہوں... تمہارا کام دیکھتے ہوئے یقین نہیں آتا کہ تم دونوں  
اتنے اچھے کردار کے مالک ہو۔“

”شکریہ...“ بلیک زیرو آہستہ سے بولا۔

عمران تو ایسا بیٹھا تھا جیسے کچھ سن ہی نہیں رہا۔  
”اچھے لوگ اپنا تعریف پسند نہیں کرتے۔“ وہ پیائے بنا کر انہیں دیتی ہوئی بولی۔  
”آہم۔“ عمران نے منہ پھاڑا اور پیائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے دگایا۔  
ڈافن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر پیائے کے دوران خاموشی ہی

رہی تھی۔ پائے کے بعد عمران نے گٹھری دیکھی پھر ڈافن کو اشارہ کیا۔ ڈافن نے فون کھسکا کر نمبر ڈائل کئے اس کے بعد سلسلہ مل جانے پر بولی۔

”ہاں..... کیا رہا.....“ پھر وہ کافی دیر تک سنتی رہی کبھی کبھی بیچ میں ”ہوں“ ”ہاں“ کر دیتی.... کافی دیر بعد بولی۔ ”ٹھیک ہے..... اگر کوئی بات ہوئی تو پھر میں فون کروں گی۔“ رلیسور کر پڈل پر رکھ کر اس نے عمران اور بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ ”باس نے تمہارے چیف کے فیصلے پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بات واضح کر دی کہ وہ خود سامنے نہیں آئے گا اور کبھی آیا بھی تو نقاب لگا کے..... دوسرے کل ٹھیک پانچ بجے میرے ساتھ میرے ہوٹل چلنا..... وہاں باس کا غائبہ موجود ہوگا جو تمام باتیں طے کرے گا اور تمہارا چیف باس ہی سے گفتگو کرنا چاہتا ہے تو بتا دو میں فون کر دیتی ہوں وہ کوئی اور ٹائم اور جگہ بتائے گا۔“

”نہیں ٹھیک ہی ہے..... ویسے میں اپنے چیف کو مطلع کر دیتا ہوں جیادہ کہے گا ولسیا ہی کروں گا۔“

”ٹھیک ہے۔“

”لیکن.....؟“ عمران جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا.....؟“ ڈافن اسٹنہا میہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”تمہیں بے جان نہ رہنا ہے۔“ عمران نے معنی خیر انداز میں سوال کیا۔

”اوہ!“ اس نے طویل سانس لی پھر ذرا رک کر بولی۔

”تمہیں یہ خطرہ تو نہیں ہے کہ وہاں جا کر پھنس جاؤ گے۔؟“

”سب کچھ ہو سکتا ہے۔ خود سوچو بقایا جو تین ہیں وہ اہم نہیں ہیں۔“

”کر لو وہ مجھے پکڑ لیتے ہیں اور میرے عیوض اپنے تینوں ساتھیوں کا مطالبہ کرتے ہیں

پھر۔؟“

”کل بھی تو تم ملنے گئے تھے۔“

”اس وقت تم ساتھ نہیں تھیں..... اگر وہ مجھے پکڑتے تو تم لوگ جو قید تھے کل تو تم میرے ساتھ ہو گئی۔“

”ابھی سے تم اس انداز میں سوچ رہے ہو..... اگر تم چاہتے ہو تو میں نہیں جاؤں گی۔ فون کروں گی مطلوبہ آدمی سے تم گفتگو کر لینا..... ٹھیک ہے۔“

”میں نے محض ایک خیال ظاہر کیا تھا..... کل تمہیں ضرور لیکر جاؤں گا۔“

”ڈافن گہری نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔ کوئی غلط خیال دل میں مت لاؤ۔“

”ڈافن نے اُسے سمجھایا۔“

”اور یہی عمران چاہتا تھا..... اس نے ہی اُس نے وہ بات کہی تھی۔“

”اچھا۔“ اس نے کسی سعادت مند بچے کی طرح سر جھکا لیا۔

”بعض اوقات.....“ ڈافن نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر عمران اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بول پڑا۔

”ایک بات تو بتاؤ۔“

”پوچھو۔“

”تم ہی ہو ٹل کی مالک ہونا۔“

”ہاں.... کیوں۔“ وہ مسکرائی۔

”بڑی دولت مند ہو۔“

”پوچھنا کیا چاہتے ہو.... گول بات مت کرو۔“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

”کوئی خاص بات نہیں۔“

”میری ذاتی زندگی کے بارے میں جو چاہو پوچھ سکتے ہو۔“

”کیا پوچھوں یا ر۔“ عمران نے جھک کر بلیک زیرو سے پوچھا۔

ڈافن ہنسنے لگی !

”میں تو چلوں۔“ بلیک زیر و سکرایا اور برتن سمیٹ کر کمرے سے باہر چلا گیا  
اس کے جانے کے بعد ڈافن نے کہا۔ ”میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں.....“  
”ہاں۔“ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر تعجب کا مظاہرہ کیا۔  
”غذامت سمجھو..... پسند کی وجہ تمہارا خوبصورت کردار ہے۔“  
”شکریہ کچھ اور گفتگو کرو۔“

”اپنے بارے میں بتاؤ۔“

”میرا نام علی عمران ہے تعلیمی قابلیت ایم ایس سی پی ایچ ڈی راکسن ہے۔“  
”ہنس۔“ ڈافن چونک پڑی۔

”یقین کرو۔۔۔ ہاں..... عمر..... اُس کا جواب میں دینا چاہتا..... یہ  
شادی شدہ ہوں..... اور فی الحال شادی کا کوئی ارادہ نہیں..... دوسرے بچوں کو یا  
رہا ہوں جن میں سے ایک صرف آٹھ عدد شراب کی بوتلیں یومیہ پیتا ہے اور دوسرے  
عمران نے خاموشی ہو کر ایک طویل سانس لی۔ ”اس نے بھی ناک میں دم کر رکھا ہے  
بعض اوقات ماک وہ اور باورچی میں نظر آتا ہوں..... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا  
ہے کہ نیا سوٹ پہنے وہ پہنا لیتا ہے بعد میں میرے حصے میں آتا ہے.....  
میں چھ عدد انگلیش فائیں دیکھتا ہے..... بولتا اور سمجھتا اور دہکتا ہے.....  
مجھے پر عشق فرمانے سے بچا رہ رہے نہیں کرتا۔“

ڈافن ہنسنی رہی تب وہ چپ ہو گیا۔

”تم نے فلویا کو خوب بے وقوف اتو بنایا۔ جری شاندار اداکاری کی تھی  
”بہت اچھی لڑکی ہے.....“ وہ سنجیدگی سے بولا۔ ”اسی وجہ سے ریٹائرڈ

مجھے ہٹانے کے لئے ریٹائرڈ کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ مجھ سے بہت مانوس ہو گئی تھی۔“

”تمہیں پسند ہے۔؟“

”اچھی چیز ہر آدمی کو پسند آتی ہے۔“

”میرے بارے میں کیا خیال ہے۔؟“ ڈافن اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

عمران بول کھلا گیا۔ ”بب... باب... اس طرح مت دیکھو میں ڈولفن... ار... ر... میں ڈافن! عم... میں معدہ کی شکایت محسوس کرنے لگتا ہوں۔“  
ڈافن ہنسنے لگی! عمران کا چہرہ کسی بے پرواہی کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

# پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

سارے چار بجے وہ دونوں ہوٹل روانہ ہو گئے! عمران گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور وہ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی سگریٹ پیا رہی تھی۔

”کیا سوچ رہی ہو۔؟“ چند لمحے بعد عمران اس سے مخاطب ہوا۔  
”کچھ نہیں.....“ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی پھر سگریٹ کا کش لے کر ہونٹوں سے دھواں نشر کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ”میری خواہش ہے کہ یہ ملاقات کامیاب ثابت ہو... کوئی معاہدہ ہو جائے۔“





”کم این۔“ وہ بلند آواز میں بولی۔

دروازہ کھلا.... چالیس یا پچاس سال کا غیر ملکی کمرے میں داخل ہوا۔ بالوں سے ہلکی سی کھوپڑی اور اندر کو دھنسی ہوئی چھوٹی چھوٹی چمیلی آنکھیں اور بڈاگ ۱۲۱ اوجھڑے ہوئے جبرے اس کی سخت طبیعت کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

”آئیے مسٹر فلیک۔“ وہ استقبال کرنے کے لئے کھڑی ہو گئی۔ اخلاقاً عمران لم کھڑا ہونا پڑا۔ فلیک آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔ ڈافن نے دل کا تعلق کر لیا۔... اس نے مصافحہ کیا کیا بلکہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا۔ عمران نے اپنے پر تکلف کے آثار پیدا کر لیے۔

”تشریف رکھیں۔“ ڈافن دونوں سے مخاطب ہوئی۔

وہ دونوں آہستے آہستے صوفوں پر بیٹھ گئے..... ڈافن ایک طرف بیٹھ گئی۔  
”ان ہی کا انتظار تھا عمران۔“ وہ عمران سے مخاطب ہو کر بولی۔  
”میں سمجھ گیا۔“

”مسٹر عمران۔“ فلیک نے نرم لہجے میں کہا۔

”فرمائیے۔“ عمران کا لہجہ بھی نرم ہی تھا۔

”ہمیں لمبی چوڑی تمہید باندھنے کے بجائے اصل گفتگو کرنا چاہیئے۔“  
”یقیناً۔“ وہ اس کی تائید کرتا ہوا بولا۔

”پھر آپ اپنی حقیقت بتا چلیں اس کے بعد میں بتاؤں گا۔“

”پہلے آپ ہی زحمت کریں۔“ عمران نے ہونٹ سیٹھ کر کہا۔

”بہت شکری ہو۔“ فلیک آہستہ سے ہنس پڑا۔ ڈافن خاموش ہمار ہی۔

”چلیے۔ میں ہی بتاتا ہوں۔“ چند لمحے بعد فلیک سگریٹ جلاتا ہوا بولا پھر

”کراس نے کہا۔“ ”یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ہمارا گروہ کتنا منظم ہے.... تم نے

ہمارے کافی ساتھیوں کو قید میں رکھا لیکن کچھ پتہ نہ چلا سکے میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا  
 ”ہاں۔“ عزان نے سر ہلا کر مثبت انداز میں حرکت دی۔

فلیک کچھ کہنا ہی چاہ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

”چائے لایا ہوگا۔“ ڈافن اُن دونوں سے مخاطب ہوئی پھر بلند آ  
 بولی۔ ”کم ان۔“

دروازہ کھلا اور ویٹر چائے کی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل  
 نے چائے کے برتن میز پر سجائے۔۔۔ اور ڈافن نے دیکھا وہ نین ہی کپ  
 جس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے فلیک کو آتے دیکھ لیا تھا جب وہ برتن رک  
 گیا تو وہ چائے بنانے لگی۔

”ہاں۔ تو میں کہہ رہا تھا۔“ فلیک نے کہنا شروع کیا۔ ”کہ تم لوگ یہ  
 کہ ہم کیا کرنے ہیں اور ادھر ہم کو شبہ ہو گیا کہ تمہاری بات بھی غریب ہے نہ  
 یا سمجھ نہیں ہو بلکہ کچھ اور ہی حقیقت ہے بہر حال تم ہماری قید سے فرار  
 ساتھ ہی ڈافن، جیمز اور جانسن کو لے گئے۔“ اس نے رک کر سگریٹ کے  
 گیرے کش لئے پھر بولا۔ ”اب مسئلہ یہ ہے کہ اس صورت حال کو ختم کیا جائے  
 دونوں کے ٹکراؤ سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ کسی موقع پر پولیس ہم لوگوں کی ط  
 ہو جائے اور پھر ظاہر ہے دونوں ہی کا نقصان ہوگا۔“

ظاہر ہے۔ ”عزان نے سر ہلا کر اس کی تائید کی۔

”آپس میں ٹکراؤ سے بھی دونوں کا نقصان یقینی ہے۔“

ڈافن نے چائے بنا کر دونوں کو دی۔۔۔ انہوں نے خاموشی سے  
 پئے۔ لیکن عزان نے ابھی دو تین ہی گھونٹ پئے تھے کہ سر کھاری ہونے  
 نے کپ رکھ کر سر کو جھٹکا دیا مگر آنکھوں کے آگے اندھیرا آنے لگا۔۔۔

میں عجیب سنسناہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ فلیک اور ڈافن دھندلے دھندلے نظر آ رہے تھے! وہ پوری طاقت صرف کر کے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر اس نے آنکھیں کھولتے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔۔۔۔۔ لڑکھڑایا اور اوندھے منہ قالین پر گر پڑا۔۔۔۔۔ ذہین ڈوبتا جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ ہوش میں آنے پر اس نے خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پایا جس میں ایک مسہری اور میز کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آ رہی تھی! ٹیوب لائٹ کی روشنی نے کمرے کو روشن کر رکھا تھا۔ اس نے گھڑی پر نظر ڈالی تو بجکر چند منٹ ہوئے تھے۔۔۔۔۔ گویا وہ کافی دیر بے ہوش رہا تھا۔ وہ سر سہلاتا ہوا اٹھا۔۔۔۔۔ جا کر دروازہ دیکھا وہ باہر سے بند تھا۔۔۔۔۔ چند لمحوں تک دروازے سے کان لگاٹے رہا۔۔۔۔۔ مگر بے کار سناتا ہی سناتا تھا! پھر پلٹ کر اس نے کمرے کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی۔ بین ہو جانے کے بعد بیٹھ کر اپنا ہوتا اتارا پھر اسے اٹھا تو اس میں سے ٹائی پن کے برابر لمبا اور اس میں سے کچھ موٹا ٹرانسپیرینٹ ہوا۔ اس نے انہیں لگے ہوئے ایک کوڑیا سا گھسی یا بھرا سے منہ کے قریب لائبرولا۔۔۔۔۔ ہلو۔۔۔۔۔ بلیک زیرو عمران کالنگ۔۔۔۔۔ ہلو بلیک زیرو عمران کالنگ۔۔۔۔۔ تھوڑا سا دیر بعد دم سی آواز ابھری۔۔۔۔۔ ایس۔۔۔۔۔ بلیک زیرو آزاد کی لائ۔۔۔۔۔

”کیا رہا۔۔۔۔۔“

”آپ کی ہدایت کے مطابق آپ کے جاتے ہی جنیور اور جانشین کو بلیک ہاؤس منتقل کر دیا تھا۔۔۔۔۔ تقریباً چھ بجے وہ لوگ کوٹھی آئے ڈافن ہی انہیں لے کر آئی تھی۔ وہ بھی خالی دیکھ کر وہ لوگ بڑے بدحواس ہوئے پھر وہ سیدھے ہوٹل ہی آئے تھے۔۔۔۔۔ افن کو چھوڑ کر وہ گیارہویں شاہراہ کی اسٹار ہوٹل کو گھٹی میں چلے گئے۔ ان نے نہایت احتیاط کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اس کے بعد آٹھ بجے وہ رانا پالیس گئے جوزف نے ہی کردار ادا کیا جو آپ نے کہا تھا وہاں سے ناکام ہو کر دانش منزل میں گھسے لیکن

وہاں بھی کامیابی نہ ہو سکی.... اب اٹھارویں شاہراہ کے ایک فلیٹ میں ہیں۔  
 ”ویری گڈ۔ انہیں تعاقب کا شبہ تو نہیں ہوا۔“

”ہرگز نہیں جناب۔“

”ٹھیک ہے۔“

”آپ کہاں ہیں۔؟“

”ایک نہایت مختصر سے کمرے میں قید ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کسی نہ خائے کا چھپ

کرہ ہے۔“

”جوں ابھی تک ہوٹل میں موجود ہے اس کا بیان ہے کہ آپ کو ہوٹل سے کہیں

نہیں لے جایا گیا۔“

”مجھے چاہئے میں بے ہوشی کی دوا ملا کر دے دی گئی تھی۔ بس ہو گئی چوٹ۔ یہ

ہوش ابی کمرے میں آیا ہے ہو سکتا ہے بے ہوشی کی حالت میں وہ پچھلی طرف سے

نکال لے گئے ہوں.... یہ کمرہ کم از کم کسی ہوٹل کا نہیں معلوم ہوتا۔“

”ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو.... ویسے آپ کا خیال سو فیصدی درست ثابت

ہوئے یقیناً تھا کہ ایسا ہی ہوگا یہ لوگ کب برواشت کریں گے کہ کوئی انکے راز

واقف ہو جائے۔“

”درست ہے۔“

”جوں لیا کو ہدایت کر دو کہ وہ فلیٹ چلی جائے اور آئندہ کے لئے جو میں

تمہیں سمجھا رکھا ہے نہایت احتیاط کے ساتھ اس پر عمل کرنا۔“

”مطمئن رہیں جناب۔“

”ہاں۔ ڈافن کہاں ہے۔؟“

”ہوٹل ہی میں ہے۔“

”اچھا جن لوگوں نے رانا پیلےس وغیرہ پر ریڈ کیا تھا ان میں کوئی گنجائش شامل  
تھا جس کے جہڑے بلڈ آگ سے مشابہہ ہیں۔“

”ہنیں جناب..... وہ چاروں ہی جوان اور خوبصورت تھے۔“  
”تو وہ نگہیں تمہاری نظروں میں آئی ہیں گیارہویں شاہراہ کی کوٹھی اور  
اٹھارویں شاہراہ کا فلیٹ۔“

”جی ہاں۔“

”اب تم کہاں ہو۔؟“

”بلیک ہاؤس میں۔ میں آپ کی کال کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔“

”اب تمہیں احتیاط سے کام کرنا ہے۔“

”آپ مطمئن رہیں جناب۔“

”ہیلن بازی مت کرنا.... میں جلد ہی تم سے رابطہ قائم کروں گا۔“

”بہتر ہے۔“

”خدا حافظ.... اور ایچڈ آل.... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے پھرتے

رکھ لیا۔ کافی دیر گزرتی.... مگر وہی سناٹا اور وہی خاموشی، وہ بیٹھا

نغمہ جباتار ہا.... دس بجے.... پھر ساڑھے دس.... گیارہ بجے کے قریب قندیل

آواز سنائی دی وہ اُسی پوزیشن میں بیٹھا جیونگم جباتار ہا.... دروازہ کھلا اور

لب مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ ہوش آگیا سٹرمران۔ ”وہ اُس سے چند قدم کے

پہلے پررک کر ہوا۔“

”ہاں۔“ عمران کے لہجے میں لاپرواہی تھی۔

”تم کچھ زیادہ فکر مند نظر نہیں آرہے۔“

”تم نے دھوکہ دے کر اچھا نہیں کیا فلیک۔“

”کچھ بُرا بھی نہیں ہوا۔“ فلیک ڈھٹائی سے بولا۔ ”ہم ہر حال میں ڈافن نکالنا چاہتے تھے تم نے رابطہ قائم کر کے اس مشکل کو آسان کر دیا۔“

”اگر میں ڈافن کو نہ لاتا تو۔“

”ڈافن وہاں رہتی اور تم یہاں۔“

”اب کیا ارادہ ہے۔؟“

”ڈافن آزاد ہے اور تم ہماری قید میں ہو۔“

”صرف میں ہی تو تمہاری قید میں ہوں۔“

”تمہارے ساتھی ساری زندگی حبس مارنے رہیں گے۔“

”جینز اور جانسن بھی تو قید میں ہیں۔“

”ڈافن نے رہنمائی کی تھی وہ دونوں بھی آزاد ہیں۔“ اس نے صاف جھوٹا بولا اور اس جھوٹے کارڈ پر اس کے چہرے پر دیکھتے لگا۔ ”ان کا چہرہ لٹکا“

”کیوں... اب کیا خیال ہے۔؟“

”تم نے دھوکہ دے کر اچھا نہیں کیا۔“

”اب یہ رونا مت رو کوئی اور بات کرو۔ کام کی بات۔“

”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔“

”حقیقت سے پردہ اٹھا دو نیچے نیچے۔ ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو“

”زندگی بہت قیمتی چیز ہے اُسے دوسروں کے لئے ضائع مت کرو۔ تمہارا خدا“

”کو مشغول کر دے گی اور اُس کا انجام تمہاری موت ہوگا۔ تمہارے ساتھی مارے نہیں آئیں گے البتہ تم ضرور اُن کے چکر میں مارے جاؤ گے۔“

”خدا کا موش رہا۔۔۔۔۔!“

”یہ تو خاموش کیوں ہو۔“ فلیک گہری نظروں سے اُس کا جائزہ لے رہا

”ابھی طرح سوچ لو۔“ چند لمحے بعد اس نے دوبارہ اپنے الفاظ پر زور دیتے دئے کہا۔ اُسی وقت باہر قدموں کی آواز سنائی دی پھر ڈافن کھانے کی ٹرے اٹھائے میں داخل ہوئی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی فلیک اک طرف گھوم گیا۔  
 ”ڈافن تم اسے سمجھاؤ مجھے اس کی موت کا افسوس ہو گا۔“ پھر اس نے عمران مخاطب کر کے وارننگ دی۔ ”بھاگنے کی کوشش مت کرنا ورنہ بچھتاؤ گے۔“ وہ اندر مکرے سے نکلا گیا۔ عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔ ”مجھے افسوس ہے عمران۔ یہ امید نہ تھی لیکن ظاہر ہے وہی ہو گا جو باس چاہے گا۔“  
 ”آیا افسوس کا اظہار کیوں کر رہتی ہو سہی۔ تمہیں تو خوشی ہونا چاہیے کہ طرح آزاد ہو گئیں!“

”تمہاری قید میں مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔“  
 عمران منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔  
 ”باس کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔۔۔ مگر خیر تم کھانا کھلو۔“  
 ”سھوک نہیں ہے۔“ عمران آہستہ سے بولا۔

ڈافن چیز لمحوں تک اُس کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”تھوڑا سا کھا لو۔“  
 اُس کے شدید اور سر پہ وہ کھانے لگا۔۔۔ سوچ میں ڈوبا ہوا چہرے پر فکر خوف کے ملے چلتے اثرات۔۔۔ کبھی ایسا لگتا جیسے ابھی رو دے گا۔ ڈافن بڑے سے اُس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔ عمران نے جلد ہی کھانے کا تھکے بیچ لیا حالانکہ اسے بڑی شدید سھوگ لگ رہی تھی۔  
 ”چائے پیو گے؟“ ڈافن نے پوچھا۔

”رہتے دو۔“ عمران نے سراٹھا کر جھجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔  
 ”میں آتی ہوں۔“ ڈافن کھانے کی ٹرے لے کر باہر چلی گئی دروازہ کھلا رہا



وہ اٹھ کر دروازے تک آیا اور باہر جھانک کر دیکھا۔ پندرہ قدم کے فاصلے  
 مسلح محافظ موجود تھے۔ عران پھر آکر بیٹھ گیا۔ اب تک سب کچھ اس کی مرضی کے  
 ہی ہو رہا تھا؛ مشکل سے پانچ منٹ بعد ڈافن دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی  
 کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔ ایک اس نے عران کی طرف بڑھادیا۔  
 ”شکریہ۔“

ڈافن اس کے قریب ہی مسہری پر بیٹھ گئی پھر سنجیدگی سے بولی۔ ”دیکھو عران....  
 ”میں کچھ نہیں جانتا ڈافن.... تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہی ہو  
 ”میری بات تو سن لو۔“  
 ”سناؤ۔“

”تم بلاوجہ اپنی زندگی کے نیچے پڑے ہوئے ہو.... ذرا عقل کو کام میں  
 اور نہایت سکون و اطمینان سے سوچو کہ تم ایک ضد کی خاطر جان سے ہاتھ دھو  
 گے.... تمہارے ساتھیوں پر اس قربانی کا کوئی اثر نہیں ہوگا.... وہ....  
 ”تمہیں مجھ سے کیا ہمدردی ہے۔“ وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔ ”تم  
 جب میری قید میں تھیں تو اسی ضد پر قائم تھیں۔“

”میری اور تمہاری پوزیشن میں بہت فرق ہے۔“ ڈافن سنجیدگی سے  
 ، اگر میں کچھ تباہی تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی.... تم میری حفاظت نہ  
 سکتے تھے لیکن ہم تمہاری حفاظت کر سکتے ہیں اس کے علاوہ مجھے بہت زیادہ  
 کہ میں کسی نہ کسی طرح نکل جاؤں گی۔“

”میں بھی یہی امید رکھ سکتا ہوں۔“

”ناممکن.... تم یہاں سے نہیں نکل سکو گے۔“

”میرا جواب انکار ہی میں رہے گا۔“ وہ فیصلہ کن لہجے میں بولا۔

”مذہب چھوڑ دو عزان۔“

”آخر تم اتنی ہمدردی کا اظہار کیوں کر رہی ہو۔“

”میں تمہیں زندہ دیکھنا چاہتی ہوں۔“

”کیوں.... اس عنایت کی وجہ۔؟“

”بس.... نہ جانے کیوں۔“ وہ سر جھکا کر مدہم لہجے میں بولی۔

”کیا محبت ہو گئی ہے۔؟ عزان کا لہجہ مٹھکا نہ تھا۔“

”عزان۔“ ڈافن لے تڑپ کر سراٹھایا۔

”تم یہاں سے چلی جاؤ۔“ عزان اٹھ کر دیوار سے جالگا.... چند منٹ تک

دیوار پر ہاتھ رکھ کر کھڑا رہا پھر آہستہ سے مڑا اور بھاٹی ہوئی آواز میں بولا۔ ”میں اپنے

دوبتہ پر نام ہوں ڈافن.... مجھے سوچنے کے لئے وقت دوں دہی طور پر بہت پریشان

ہوں۔“

”مجھے احساس ہے۔“ وہ اٹھ کر اسکے قریب آگئی پھر شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

”اچھی طرح سوچ لو۔ مجھے تم ہمیشہ اپنا ہمدرد یاد آئے۔“

”شکریہ۔“

”اب آرام کرو.... میں صبح آؤنگی۔“

”ٹھیک ہے۔“ وہ مدہم آواز میں بولا۔

ڈافن دروازہ بند کر کے چلی گئی.... اُسکے جانے کے بعد وہ مسکرایا پھر آہستہ

آہستہ چلتا ہوا مسہری پیرا کر بیٹھ گیا۔ جوتے اتار کر اُس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر نکال لیا

اب وہ اسے اپنی جیب میں بھی رکھ سکتا تھا ان لوگوں نے بے ہوشی کے دوران اچھی

طرح اس کی تلاشی لے لی ہوگی! ٹرانسمیٹر بیلون کی جیب میں رکھ کر وہ لیٹ گیا۔ آدھے گھنٹے

بعد اُس نے پھر ٹرانسمیٹر نکالا اور بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوجانے

پر اس نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ "ہیلو بلیک زیرو۔"

"وہی جناب.... کوئی خاص بات نہیں.... آپ سنا ئے۔"

"ابھی تک کام میری مرضی کے مطابق ہو رہا ہے.... ڈافن اور فلک پکڑ میں

آگئے ہیں.... صبح میں انہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دوں گا۔ تم باضوائی لینڈ ولی

کوٹھی کو تیار رکھو.... میں انہیں وہیں کا پتہ بتاؤں گا اور ہاں تمہیں یاد ہے تاکہ کیا کرنا ہے۔"

"اچھی طرح جناب.... آپ مطمئن رہیں۔"

"کل کا ڈرامہ بالکل صحیح ہونا چاہیے تاکہ انہیں شک نہ ہو سکے۔"

"ایسا ہی ہو گا جناب...."

"مجھے تم سے کافی امید ہے۔"

"شکریہ جناب.... ویسے اُن لوگوں سے کیا بات چیت ہوئی۔"

وہ مختصر اُسے آہستہ آہستہ بتانے لگا....

"بہت اچھے جا رہے ہو۔"

"میں بہت احتیاط سے کام کر رہا ہوں.... یہ لوگ بہت چالاک ہیں بلیک زیرو۔"

"اس میں شک نہیں جناب۔"

"اس لئے میں بار بار تمہیں ہوشیار رہنے کی تاکید کر رہا ہوں۔"

"مطمئن رہیں میں ہر کام نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے کر رہا ہوں۔"

"ایسا ہی ہونا چاہیے.... اچھا خدا حافظ.... ادور اینڈ آل۔" عمران نے

ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک گھنٹہ گزر گیا.... ہر

طرف مناٹا تھا.... اُس نے ارادہ کیا کہ اسے کی لائٹ نہیں بجھائی تھی.... اچانک وہ

آہستہ سے چونک پڑا۔ قدموں کی آواز آرہی تھی۔ کوئی بہت ہی آہستہ چل رہا تھا

وہ پوری طرح اُن آوازوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ قدموں کی آواز دواڑے پر آکر رک گئی

آہستہ سے قفل کھلا پھر ہینڈل گھوما۔ وہ پلکوں کے دراز سے برابر دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بڑی آہستگی سے فلیک کمرے میں داخل ہوا۔ چند لمحوں تک وہ اپنی جگہ کھڑا اُسے دیکھتا رہا پھر وہ بڑی آہستگی سے اُس کی طرف بڑھا..... عمران بدستور اُسی طرح لیٹا رہا۔ قریب آکر فلیک نے جیب سے رومال نکالا اور اُس کی ناک پر رکھ دیا۔ اُس نے سانس روک لی اور ذرا سا کسمسا کر اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔ فلیک نے رومال جیب میں رکھا پھر عمران کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں آگیا اُسی وقت ڈافن کی آواز آئی۔ ”میں اس کے جوتے لے آؤں۔“ جلدی جاؤ۔ ”فلیک آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ آنکھیں کھولیں ڈافن کو اپنے کمرے میں جاتے دیکھتا رہا پھر وہ جوتے سمیت کمرے سے نکل آئی۔ اب اس نے آنکھیں بند کر لیں کیونکہ ڈافن اُن سے محض چند قدم پیچھے چل رہی تھی۔ چند لمحے بعد عمران کو ایسا لگا جیسے وہ زینے طے کر رہا ہو وہ چپ چاپ آنکھیں بند کر کے سوچتا رہا کہ اُسے کہاں اور کیوں لے جایا جا رہا ہے؟ پھر اُسے گاڑی میں پچھلی نشست پر ڈال دیا گیا۔ گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

”تمہارا کیا خیال ہے فلیک۔“ ڈافن نے فلیک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کس بارے میں۔؟“

”عمران راہِ راست پر آجائے گا۔“

”تمہارے بیان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔“

”میں بہت پر اُمید ہوں۔“

”اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے لئے بہت ہی اچھا ہے۔“

”باس ان لوگوں کی وجہ سے بہت فکر مند ہے۔“

”قدرتی بات ہے۔“

عمران چپ چاپ لیٹا ان کی گفتگو سنتا رہا۔۔۔۔۔ فلیک کہنے لگا۔

”لیکن پہلے تو یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ عمران ہی باس ہے۔“

”ہاں۔ لیکن حالات کو دیکھ کر اس کی بات کا صداقت کا احساس ہوتا ہے۔“

پھر خاموشی سمیٹ گئی صرف اچن کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کالنگ کی رفتار کم ہونے لگی پھر وہ ہلکے سے جھٹکے سے رک گئی! عمران ایک بار پھر فلیک کے کندھوں پر چلا گیا۔۔۔۔۔ ڈافن کے پیچھے آنے کی وجہ سے اس نے آنکھیں نہیں کھولیں اور ڈرائی دراز سے وہ تاریکی میں کچھ نہ دیکھ سکتا تھا۔ فلیک نے بے جا کراہے بستر پر لٹا دیا۔

”صبح ہوش میں آنے پر چونکے گا۔“

”ہاں۔۔۔۔۔ ڈافن ہنسے۔“

”چلو۔“

جانے ہوئے قدموں کی آواز آہ بھر دروازے کے قفل میں چابی کھوسنے کی آواز سنائی دی! حجب مٹا ہوا گیا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔ مگرے میں ہلکے نیلے رنگ کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی! اس نے پورے مگرے کا جائزہ لیا۔۔۔۔۔ بہت خوبصورتی سے سجی ہوئی زیب گاہ تھی۔۔۔۔۔ وہ اچھی طرح جائزہ لے کر لیٹ گیا۔

دوسری صبح ناشتہ لے کر ڈافن ہی مکرے میں آئی۔۔۔۔۔ عمران پہلے ہی اٹھ کر  
سٹھ ہاتھ دھو چکا تھا۔

”صبح بخیر۔“ وہ مڑے دینر بیر رکھ کر مسکرائی۔

عمران خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ زبان سے ایک لفظ نہ کہا۔

”تم حیران ہو گے کہ رات کہاں تھے اور اب کہاں ہو۔“

”ہاں۔“ اُس نے یاں کو کیسے بچ کر کہا۔

”اب تم زیادہ محفوظ جگہ پر ہو۔“ ڈافن نے کہا اور کمری گھیسٹ کر بیڑہ گئی۔

ناشتہ کے دوران خاموشی رہی۔۔۔۔۔ !

”ہاں۔۔۔۔۔ اب کچھ کام کی بات ہو جائے۔“ ناشتہ کے بعد ڈافن بولی۔

وہ خاموش رہا۔

”کیا سوچا عمران۔؟“

”ڈافن۔۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔۔“ وہ ہچکچایا پھر خاموش ہو گیا پھر پراکھین کے

نار تھے۔

”ہاں... ہاں کہو.... ڈافن کا لہجہ نرم اور دوستانہ تھا۔

”میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔“ وہ بے بسی سے بولا۔

”جیسے تمہاری پوزیشن کا احساس ہے۔ اور تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو میں سمجھ

رہی ہوں.... ذہن کو ایک طرف کر کے سوچو....“

”م نہیں سمجھ سکتیں۔ میں کیسی الجھن میں پھنس گیا ہوں.... ذہن ایک بات

قبول ہی نہیں کرتا۔ ایک کے بعد ایک خیال آجاتا ہے.... عجیب الجھن ہے جسے

میں بتا نہیں سکتا صرف محسوس کر سکتا ہوں۔“

”تمہارے چہرے کے تاثرات تمہاری ذہنی الجھن کے آئینہ دار ہیں تم جو کچھ

محسوس کر رہے ہو.... میں خوب اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔“

”پھر—؟“

”پھر.... سے تمہاری کیا مراد ہے۔“

”دیکھو ڈافن۔“ عمران سمجھانے والے انداز میں بولا۔

”تم کہہ رہی ہو کہ میری بے بسی اور الجھن کو تم خوب اچھی طرح سمجھ رہی ہو

”ہاں۔“ ڈافن پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی۔

”ایسی صورت میں تمہیں خود ہی سوچنا چاہیے کہ.... کہ....“

”تم کہنا کیا چاہ رہے ہو۔ صاف صاف کہو۔“

عمران خاموشی سے بیٹھا انگلیاں مڑوتا رہا۔ وہ اس کی ایک حرکت کو غور

سے دیکھ رہی تھی۔ کافی دیر تک خاموشی رہی.... اس دوران ڈافن نے سگریٹ نکالا

کر جلائی اور ہلکے ہلکے کش لینے لگی۔ کچھ دیر بعد بولی۔

”میں تمہاری پوزیشن سے آگاہ ہوں اور تمہاری گروہ میں حیثیت سے بھی باخبر

ہوں جس الجھن میں تم مبتلا ہو وہ واقعی فطری ہے لیکن اس کا حل میرے پاس موجود

ہے۔ تمہارے ذہنی میں جو شہدات پیدا ہو رہے ہیں وہ بلا تکلف بتا دو۔۔۔۔۔ ان شہدات کو دور کرنا میرا کام ہے۔

”تم جانتی ہو ڈافن۔۔۔۔۔ میرا گروہ میں کیا مقام ہے اس حیثیت سے میں کہتی ہوں کچھ بتاؤں گا وہ غداری سمجھا جائے گا اور ظاہر ہے میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی لیکن تم لوگ میری حفاظت کا وعدہ کر رہے ہو۔ کیوں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔“

”بالکل۔“ ڈافن جلدی سے بولی۔

”میں صرف اس وجہ سے تمہیں اپنے گروہ کے بارے میں بتاؤں گا تمہارے کہنے کے مطابق نہ تو میں یہاں سے فرار ہو سکتا ہوں اور نہ ہی میرے ساتھی میری مدد کو آ سکتے ہیں کیونکہ تم لوگوں نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جس پر وہ چل سکیں۔“

”بالکل صحیح کہہ رہے۔“ ڈ۔

”بھر۔۔۔ اس پلک میں میری زندگی کو بھی خطرہ ہے۔۔۔۔۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی پیاری ہوتی ہے مجھے بھی اپنی زندگی پیاری ہے تم نے ہی یہ بات ذہن نشین کرائی ہے کہ میں خواہ مخواہ قربانی کا بیکر اکیوں بنوں اگر میں ہٹ دھرمی پر قائم رہا تو مار ڈالا جاؤں گا۔ میری اس قربانی سے کیا حاصل ہو گا۔۔۔ میں تو مر ہی جاؤں گا۔“

”گڈ۔ تم بالکل صحیح انداز میں سوچ رہے ہو۔“

”اب میں چند باتوں کے جواب چاہتا ہوں۔“

”پوچھو۔“

”جب میں تمہیں تمام باتوں سے آگاہ کر دوں گا تو تمہارا کیا رویہ ہو گا اور میری کیا پوزیشن رہے گی۔“

”وضاحت کرو۔ میں سمجھی نہیں۔“

”میں سب کچھ بتانے کے بعد اپنے آپ کو کیا سمجھوں۔؟ اس کے علاوہ



تمہیں میری زندگی کی ضمانت بھی دینا ہوگی۔

”اس خیال کو ذہن سے نکال دو کہ سب کچھ جاننے کے بعد تم تمہیں ختم کر دینگے دوسری بات تمہاری بنائی ہوئی باتوں کی جب تصدیق ہو جائے گی تب ہم تمہارے ساتھیوں کو پکڑ لیں گے یا یوں کہو ان کی طرف سے مطمئن ہو جائینگے تو اپنے ساتھ شامل کرینگے“  
”مجھے شبہ ہے۔“

”کیوں۔“

”جب میں اپنے گروہ سے غداری کر سکتا ہوں اور انہیں پھنسا سکتا ہوں تو تم لوگ کس طرح مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو۔“  
”تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے اور اصولی طور پر ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن میرے تمہیں اس گروہ میں شامل کر لوں گی ایک عرصہ تک.... احتیاط کے طور پر تم سے معمولی کام لئے جائیں گے پھر جب ہمیں تمہاری طرف سے اطمینان ہو جائے گا تو دوسروں کی طرح تم بھی ممبر بن جاؤ گے۔“

”ہو سکتا ہے۔ تمہارا پاس راضی نہ ہو۔“

”میں نے پہلے ہی وعدہ لے لیا ہے۔“

”گروہ کے مفاد کے پیش نظر فی الحال اس نے وعدہ کر لیا ہوگا۔“

”نہیں۔“ وہ نفی میں سر ہلا کر یوں کہتا۔ ”ایسا نہیں ہو سکتا۔“

”وجہ۔“

”وہ صرف میری وجہ سے راضی ہوا ہے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ تم سے

حقیقت حال معلوم کر لوں گی۔ اب انکار نہیں کر سکتا۔“

”متم کہ مجھ سے ہمدردی ہے ڈافن۔“

”ہاں۔ بہت۔“ اس نے آنکھیں بند کر کے آہستہ سے کہا۔

”تم نہیں جانتے میں تمہارے کردار سے کتنی متاثر ہوئی ہوں.... تم مجھے بہت  
 لے ہو عزت۔ بہت پسند.... میری پہلی اور آخری پسند.... وہ خاموش ہو گئی۔  
 میں بدستور بندھتی رہی۔ ”اب بچا کیا تم مٹی بن گئی ہو۔“ تقویری دیر بعد اسے آنکھیں کھول کر دیکھا۔  
 ”تمہاری باتوں کا یقین کر لیتا ہوں ڈافن۔“  
 ”ڈافن تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دے گی عمران۔“  
 ”تمہیک۔۔۔ ہے۔“

”جلو.... پھر شروع ہو جاؤ۔“

”بہت بے تاب ہو۔“ وہ مسکرایا۔

”ہاں۔“ ڈافن سگریٹ سلک کر بولی۔

”سب سے پہلے میں یہ بتا دوں کہ ہمارا گروہ جھوٹا سولہ نہیں ہے اور ہر کام  
 بتا احتیاط اور اصول سے کیا جاتا ہے..... گروہ کا پاس بہت ہی خاص موقعوں  
 ہم لوگوں کے سامنے آتا ہے وہ بھی نقاب لگا کر میری پوزیشن گروہ میں نائب کا ہے۔“  
 ”اور جو تمہارا ساتھی تھا.... شریف ساتھی۔“ اس کا اشارہ بلیک فیر وکیلوف تھا۔  
 ”اس کی بھی وی سی حیثیت ہے جو میرا ہے بہر حال اب آگے سنو..... ہمارا کام  
 ف ماک کے لئے ہر قسم کا کام کرنا ہے کوئی بھی ملک جو کام ہمارے سپرد کرتا ہے ہم  
 دل معاوضے پر آمیت کرتے ہیں.... فوجی راز، سیاسی راز، منجھتا اُٹنا، قتل سرنا،  
 کی اسمگلنگ، سازشی راز حاصل کرنا، یاں مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ ملک پاس  
 اس طرح رابطہ قائم کرتا ہے جسے کوئی کام کرنا ہوتا ہے۔“

”کیا ایک وقت کئی ملکوں کے لئے کام کرتے ہو یا صرف ایک ملک کیلئے؟“  
 ”ہر ملک کے لئے.... ہم کسی خاص ملک کے ایجنٹ نہیں ہیں۔“

”مطلب یہ ہے کہ ایک وقت میں صرف ایک ملک یا.....“

”میں سمجھ گیا۔“ وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔ ”ایک وقت میں کئی ملک کا کام کرتے ہیں.... ہاں اگر بہت بڑا کام ہو تو صرف اُسے ہی کرتے ہیں اُن ممالک کو اعتراض نہیں ہوتا۔“

”کیوں۔ اعتراض کیوں؟“ عمران نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔  
 ”ہو سکتا ہے تم پہلے ملک کو بتا دو کہ دوسرا ملک یہ کام کر رہا ہے دوسرے ملک کو پہلے کے بارے میں بتا دو۔“

”نہیں۔ ہم ایسا نہیں کرتے.... اگر ایسا کریں تو کون ہم سے کرائے۔ ہر اچھے یا بُرے کام کے کچھ اصول ہوتے ہیں ہم دھوکہ نہیں دیتے۔ آج کل کیا کر رہے ہو۔ یعنی کس ملک کے لئے کام کر رہے ہو۔ عمران نے ایک بُرے ملک کا نام بتا دیا۔ پھر بولا۔  
 ”یہ لوگ ہمارے ملک میں قائم شدہ میزائل کے اڈے تیار کرنا چاہتے اور تم لوگ یہ کام کر رہے ہو۔“

”ہمارا وطن، ہمارا مذہب، ہمارا دین و ایمان سب دولتیں ہمیں اس بات سے سروکار نہیں کہ ہمارے ملک کو فائدہ پہنچے گا یا نقصان صرف اپنی زندگی عیش سے گزارنا چاہتے ہیں۔“

”خیر۔“ ڈافن نے لاپرواہی سے کہا۔ ”تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟  
 ”یا تھا آئی لینڈ۔“

”اوہ!“ اس کے ہونٹ دائرے کی شکل میں سکڑ گئے۔ چند لمحے بعد وہ  
 ”وہاں... کون ہوتا ہے۔؟“

”گروہ کی اہم شخصیتیں۔“

”تمہارا ہیڈ کوارٹر ہر طرح سے لیس ہوگا۔؟“

ہاں۔ وہاں دو بڑے فرائیڈر نصب ہیں تہہ خانے میں جہاں اسلحہ رکھا  
 وا ہے گودام ہے جس میں اسلحہ گنگ کیا ہوا مال رکھا جاتا ہے غرض وہ عمارت  
 سب سے اہم ہے۔۔۔۔۔

”میں سمجھ گئی۔“ اس نے سر ہٹا یا سینہ لحوں تک ”سوچتی رہی پھر بولی۔“

”کلی کتنے لوگ ہیں۔؟“

”باس کے علاوہ پچاس۔۔۔ جس میں پچیس اہم ہیں جبکہ باقی پچیس

عمولی معمولی کاموں کے لئے ہیں۔“

”ہوں۔“

”اور کوئی بات پوچھنا ہے۔؟“

”سوچنے دو۔“

کافی دیر تک خاموشی رہی پھر راقی نے پوچھا۔ ”کیا تم خاص آدمیوں  
 رہا لٹکائے واقف ہو۔“

”ہاں۔ سب کی۔“

”باس کب سامنے آتا ہے۔“

”کبھی کبھی۔۔۔۔۔ خاص مہبوں پر۔۔۔۔۔“

”غیر ملکی ہے کیا۔؟“

”نہیں۔ مقامی ہی ہے اردو بالکل اہل زبان کی طرح بولتا ہے۔“

”ہوں۔“ راقی نے پھر سوچ لپچے میں کہا۔

”کیا تم سب کو بکڑو گی۔“

”ظاہر ہے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔“

”لیکن۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔“

”تمہارا باس کسی صورت سے نہیں بچس سکتا۔“

”یہ تو ہے۔ دراصل وہ اپنا تک آجاتا ہے۔۔۔ کوئی ٹاسم نہیں ہوتا۔“  
ڈافن گری سوج میں ڈوب گئی۔۔۔۔۔ پھر کافی دیر بعد سر اٹھا کر اتر  
نے پوچھا۔

”کہاں آتا ہے۔؟“

”وہیں باغ آئی لینڈ والی سمارت میں۔“

”تم راہ کس طرح قائم کرتے ہو۔؟“

”صرف ٹرانسمیٹر پر۔“

وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ پھر اٹھتی ہوئی بولی۔

”میں باس کو حالات سے آگاہ کر کے آرہی ہوں۔“

”میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“

”میں سب دی آؤں گی۔“ ڈافن مسکراتی ہوئی گھر سے باہر چلی گئی۔ اُتر

کے جانے کے بعد عمران بڑے دلاؤ نیر انداز میں مسکرایا تھا۔

جاسوسی، رومانی،۔۔۔۔۔ تاریخی ناواہوں کا واحد مرکز

**قریبی الاستیری**

قلی بازار خانینوالہ

پرانی کتب خریدنے کے خواہش مند حضرات ہمارے ہاں تشریف لائیں

دو پہر کے کھانے سے وقت ڈالیں واپس آئی۔  
 "بہت دیر لگا دی۔" عران شکایتی لہجے میں بولا۔  
 "میری دوری گوارہ نہیں۔" وہ مسکرائی۔  
 "نہیں۔" عران مدہم آواز میں بولا۔  
 "آؤ کھانا کھا لیں۔"

"کہاں؟"  
 "ڈائننگ ہال میں۔"  
 "گویا اب میں قیدی نہیں ہوں۔"

"اب تم صرف میرے قیدی ہو۔" ڈاٹن معنی نیر انداز میں بولی۔  
 عران نے جینے کی شاندار اداکاری کی تھی۔ وہ کمرے سے نکل کر ڈائننگ ہال  
 میں آئے میز پر کھانا چن دیا گیا تھا۔ فلیک وہاں پہلے سے بیٹھا تھا۔  
 "آؤ عران۔" وہ اپنا ٹیبلت سے بولا۔

کھانا کھانے کے دوران خاموشی رہی۔۔۔ کھانا کھا کر وہ ڈرائنگ روم میں



”ہاں عمران۔ ایک صورت ہو سکتی ہے۔“

”کیا۔؟“

”اگر ہم ہاتھ آئی لینڈ والی کو بھی میں چوری جیسے داخل ہو کر ایسے کمرے میں ٹرانسمیٹر فٹ کر آئیں جہاں بیٹھ کر وہ لوگ زیادہ تر گفتگو کرتے ہوں تو جس دن بھی ان کا پاس آئے گا ہم اُس سے باخبر ہو جائیں گے۔“

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔“ عمران نے سر ہلایا۔ ”لیکن عمارت میں بڑی احتیاط سے گھسنا ہو گا۔“

”تم ہمارے ساتھ ہو گے۔۔۔ ہم نہیں چاہتے کہ وہ ذرا ایرا بھی ہوشیار ہوں۔“

”بڑی احتیاط سے کام کرنا ہو گا۔“ وہ فکر مندانہ لہجے میں بولا۔

”اس لئے تم دونوں ساتھ لے جا رہے ہیں تاکہ آسانی سے مقامی انتظامات سے بچ سکیں۔“

”بھر کب جانا ہے۔؟“

”آج رات۔“

”آج ہی رات۔“ عمران ہنسنے بغیر نہیں رہا۔

”ہاں۔“

”جیسی تم لوگوں کی مرضی۔“ اس نے طویل سانس لی۔ ”پھر درارک کو بولا۔“

”کتنے بجے چلنا چاہیے۔؟“

”ایک بجے کے بعد۔“

”ٹھیک ہے۔۔۔ لائچ کا انتظام ہو جائے گا۔“

”اُسی وقت چائے آئے۔“

”چائے ہوا ڈرافٹن۔“ فلیک اس سے مخاطب ہوا۔



ڈاقن نے چائے بنا کر دی.... چائے پیتے کے دوران وہ دوسری باتیں آ لگے..... فلیک کا مزان کے ساتھ بہت اچھا رویہ تھا۔ چائے پینے کے بعد بھی وہ بہت دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر رات کا پروگرام سٹے کر کے اٹھ گئے، بعد ازاں سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا.... وہ بلیک زیرو سے رابطہ قائم کر کے اسے ہدایت دینا چاہتا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ باغیچہ میں پہنچا جب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور رابطہ قائم کرنے لگا۔ سلسلہ مل جانے پر اس نے کہا۔

”ہیلو۔ عمران کا لنگ۔“

”بلیک زیرو آن دی لائن سر۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔  
”کوئی خاص بات۔“

”نہیں جناب۔“

”صرف بات غور سے سنو۔“

”سنائے.... میں پوری طرح متوجہ ہوں۔“

اس نے ہم آواز میں اسے ہدایتیں دینا شروع کیں.... کافی دیر تک وہ اسیے طریقے پر تیار رہا پھر بولا۔ ”بالکل.... اسی طرح کام ہونا چاہیے۔“  
”آپ مطمئن رہیں۔“

”اے میں ابھی شک نہیں ہے۔ اور یہ ہی موقع ہے ان پر ہاتھ ڈالنے کا۔ اگر اس وقت کچھ نہ کر سکے تو قیامت تک کی کوشش بھی بے کار ہی ثابت ہوں گی۔“  
”آپ مطمئن رہیں جناب، ہر کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔“  
”مجھے یہی امید ہے۔“

”اور کوئی بات جناب۔“

”نہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کی دوسری کال کا انتظار کروں گا۔“

”خدا حافظ۔ اور اینڈ آف۔۔۔۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں رکھا اور باہر آ گیا۔ اب اس کا سونے کا ارادہ تھا۔ رات کو تو جاگنا ہی تھا۔ وہ مسہری پر جا کر لیٹ گیا۔

وہ عظیم  
کائنات

شام کو ڈانٹنے لگے اُسے اٹھایا۔۔۔۔۔

”بہت سوچا۔“ عمران نے ٹھٹھکی ہوئے کہا۔

”اچھا کیا۔ رات کو جاگنا ہو ہے۔“

رات کو ٹھیک بارہ بجے وہ بیٹوروا کر ہو گئے! گاڑی کے نکلنے ہی اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ ڈینس کالونی کی کوسٹی میں تھا۔ گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی! مگر کس سسٹم پر تھی۔ اور وہ پوری اسپید سے گاڑی چلا رہی تھی۔

”آج سردی کچھ کم ہے۔“ ٹھیک نے خانوشی کو ٹوڑا۔

”ہاں۔“ وہ دونوں ہی ایک ساتھ بولے۔

”اگر ہم تو گنپوں میں آ گئے تو کیا ہو گا عمران؟“

”ظاہر ہے وہ سمجھ جائیں گے کہ میں نے ہی تنہا کی رہنمائی کی ہے ایسی صورت میں باس تو باس باقی نوکوں کو بھی پکڑنا مشکل ہو جائے گا۔“

”بالہ بڑا خطرناک کام ہے۔“

”دلیسے میں پُرا امید ہوں۔“

”وجہ۔؟“

”اُن لوگوں کو شبہ بھی نہ ہو گا کہ میں کچھ بتا سکتا ہوں لیکن صورت میں وہ

ہو شیار نہ ہوں گے۔“

”ہاں۔ یہ بات تو ہے۔“

”ہم لوگ نقاب لگا کر اندر گھس گئے۔ مٹیاں ہوں۔“

”عمری شکل دیکھیں یا نہ دیکھیں وہ کچھ مانگے کہ میں نے ہمارے بیانیہ کی ہے۔“

”کسی بھی طرح اُن کی نظروں میں نہیں آتا ہے۔“

”ہاں۔“

گاڑی بند کر کے ہاتھی دھڑکے پڑے گاؤں کو اس نے اور اسپرڈر گاڑی

گاڑی ہوا سے اٹھیں کر رہی تھی گاڑی ہی دیر بعد وہ بلند گاہ پہنچ گئے اور اُف

نے اچھین بند کر دیا اور وہ کار سے باہر نکل آئے۔ اب اس کا رخ گھائیوں کی طرف

تھا جہاں لا پتھر لڑکتی تھیں وہ نہر کچی تھی آگے بڑھتے رہے۔ کافی دیر جانے

کے بعد وہ رک گئی۔ سامنے چٹانیں تھیں اور مندر کے پاؤں کا ایک کھنگاٹا شور سنائی

دے رہا تھا۔ قلب نے تکی یا مٹھی بھاٹی۔ ایک سے اور دوسری طرف سے بھی مٹھی

کی آواز آئی پھر ایک سایہ چٹان کے نیچے سے نکلا کہ اڑا کی طرف بڑھا۔

”کوڑو۔“ فلیک بلند آواز میں بولا۔

”بلو اشار۔“ اس نے جواب دیا۔

”راٹھے۔۔۔۔۔ فرینڈ۔۔۔۔۔“

”آپیشہ۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ مڑتا ہوا بولا۔“

وہ بیویوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے .... چٹان کے پیچھے آگئے پھر نہایت  
اطمینان سے نیچے کھڑی ہوئی لالچ میں اتر گئے، اس نے لالچ کا اجن اسٹارٹ  
کیا اور وہ پانی کا سینہ چمڑی ہوئی تیزی سے آگئے بڑھتی چلی گئی۔

”کتنی دیر میں باتھ آئی لینڈ پہنچ جائیں گے۔“ فلیک ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔  
”اُدھ گھنٹے میں۔“ ڈرائیور نے سمندر میں نظریں جمائے جواب دیا۔

وہ بیویوں بڑھ گئی ڈافن اور فلیک نے سیاہ چمڑے پتلون اور سیاہ جیکٹ  
پہن رکھی تھیں عمران اپنے انہماکیوں میں تھا۔

”سنگر بیٹی اپنی لڑ جائے۔“ فلیک بولا۔

”اچھا خیال ہے۔“ ڈافن نے سر ہل کر تائید کی۔

وہ دونوں سنگر بیٹی جلا کر ہلکے ہلکے کشش پینے لگے۔

”تم سنگر بیٹی کیوں نہیں پیو۔“ فلیک بولا۔

”بڑا عجیب سوال ہے۔“ عمران دھیرے سے سہکا۔

”بہت اچھی چیز ہے۔“ ڈافن مسکرائی۔

”یوں کہ بہت خوبصورت اور پر لطف ہے۔“ عمران آہستہ سے بولا۔

”میں تمہاری امن بات سے اتفاق کرتی ہوں۔“

”کوئی ہنسی پڑے گا۔“

باتھ آئی لینڈ تک وہ غیر ضروری گفتگو کرتے رہے۔ پھر صیب لالچ ایک

عمر کا لنگہ پہنا کر گئی تو وہ بیویوں کو کمر تار کی بنا چل دینے لگا۔

”کس طرف اور کتنی دیر پہنچا ہے۔“ فلیک نے پوچھا۔

”بہت کم فاصلہ ہے۔“ عمران کا جواب تھا۔

وہ اندھیرے میں چلتے رہے۔ تنہا ڈی دیر بعد انہیں کلاتیں نظر آنے لگیں۔

کہیں کہیں جلتے ہوئے بلب اندھیرا دُر کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ وہ عمارتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کافی دور آگئے۔

”وہ ہے۔“ عمران نے ایک عمارت کی طرف انگلی اٹھائی جو سب سے الگ تھلک کونے میں تھی، بچاٹک پر چلتا ہوا بلب اندھیرا دُر کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ”بہت شاندار اور بڑی کوٹھی ہے۔“ فلیک بڑبڑایا۔

”ہاں.... اب ہم اُس کی پشت پر چلیں گے۔“

وہ تینوں اندھیرے میں ایک طرف بڑھنے لگے۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ عمارت کی پشت پر آگئے۔

”بہت اونچی دیوار ہے۔“ فلیک باؤنڈری وال دیکھ کر بڑبڑایا۔

”اس درخت پر چڑھ کر باؤنڈری وال پر پہنچ گئے۔“ عمران نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی شاخیں دیوار تک گئی ہوئی تھیں۔

”ہاں۔ اس کے علاوہ کوئی ترکیب نہیں۔ چاروں طرف اچھی طرح دیکھنے کے بعد وہ درخت کے ذریعہ باؤنڈری وال تک پہنچ گئے۔ پھر ایک ایک کر کے اندر کود گئے، لمبی سی آوازیں پیدا ہوئیں پھر وہی سناٹا چھا گیا۔ وہ تینوں ایسے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے رہے اچھی طرح اطمینان ہونے کے بعد وہ اٹھے۔

”اب نقاب لگائینا چاہیے۔“ ڈافن یولی پھر اس نے ایک نقاب عمران کی طرف بڑھا دی اس نے خاموشی سے نقاب لگائی۔ نقاب لگانے کے بعد وہ نہایت احتیاط سے اصل عمارت کی طرف بڑھے عمارت کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے!

”اندر کس طرح جائیں گے۔“ ڈافن نے سرگوشی کی۔

”شاید کوئی کھڑکی کھلی ہو۔“ عمران آہستہ سے بولا۔ لیکن سب کچھ کھلا

بند تھیں کوئی راستہ اندر جانے کا نہیں تھا۔

”اب کیا کیا جائے۔“ فلیک نے سرگوشی کی۔

”پائپ کے ذریعہ اوپر چڑھنا ہوگا۔“ عمران نے مدھم آواز میں جواب دیا۔  
 ”ہاں اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں۔“ ڈافن نے پُر خیال انداز میں برلایا۔  
 وہ پائپ کی طرف بڑھے۔ سب سے پہلے ڈافن پائپ کے ذریعہ صحت پرہنجی  
 اس کے بعد وہ دونوں بھی آگے پیچھے اوپر آگئے۔ چند لمحوں تک چاروں طرف  
 دیکھتے رہے پھر پیچھے جانے والے زینے کی طرف بڑھے۔ خوش قسمتی سے زینے کا  
 دروازہ کھلا ہوا تھا وہ بڑے اطمینان سے نیچے آگئے۔ کوٹھی میں سناٹا پھیلا ہوا  
 تھا وہ محتاط ہو کر چلتے رہے کسی بھی کمرے میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔  
 ”ایسا لگ رہا ہے کوٹھی خالی ہے۔“ فلیک بڑبڑایا۔

”دو آدمی ہر وقت یہاں رہتے ہیں۔“ نجلی منزل پرانے کے بیڈروم ہیں۔“  
 ”اچھا۔“

زینے طے کر کے وہ گراؤنڈ فلور پر آگئے۔ راہداری میں ایک بلب روشن  
 تھا اور دونوں طرف کمروں کی قطاریں تھیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی روشنی  
 نہیں نظر آ رہی تھی ڈافن اور فلیک نے ریوالور نکال لئے تھے۔ وہ بڑی آہستگی  
 سے راہداری عبور کر کے دائیں جانب مڑ گئے سامنے کے کمرے سے مدھم مدھم روشنی  
 تھیں چھو کر باہر آ رہی تھی وہ تینوں رک گئے۔

”بیڈروم ہے۔“ عمران نے سرگوشی کی۔ ”اور یہ جو دوسرا کمرہ ہے یہ حویٰ منزل ہے۔“

وہ بے قدموں چلتے ہوئے اس کمرے تک پہنچ گئے۔ عمران نے ہینڈل گھمایا  
 اور دروازہ کھل گیا۔ وہ تینوں اندر داخل ہو گئے۔ دروازہ بند کر کے وہ غھوڑی  
 ریت تک کھڑے رہے پھر ڈافن نے مدھم روشنی والی ٹارچ جھلا کر کمرے کا جائزہ لیا  
 یہ بیڈروم بھر سے سجا ہوا ہے حد خود بصورت کمرہ تھا۔

”کیا ارادہ ہے۔“ فلک نے ڈافن سے پوچھا۔  
 ”اس صوفے کے نیچے فضا کرو۔“ اس نے صورت پر روشنی ڈالی۔  
 ”مناسب لگے ہے۔“

ریوانور جیب میں رکھ کر اس نے جیکٹ کا جیب سے چار انچ لمبا اور  
 تقریباً پانچ انچ پورا ڈبہ نکالا پھر ڈافن نے بھی اپنی جیب سے کچھ نکال کر دیا تھا۔  
 ”روشنی ڈالو۔“ فلک بولا۔

صوفے کے قریب بیٹھ کر وہ قالین پر بیٹھ گیا اور اپنا سر صوفے کے نیچے کر لیا  
 ڈافن نے بھی ایسا ہی کیا وہ فلک کو روشنی دکھا رہا تھا۔ عمران خاموش کھڑا  
 تماشا دیکھتا رہا۔ ہر درہ منٹ کی عزت کے بعد وہ کھڑے ہو گیا۔  
 ”کام ختم ہے۔“ عمران نے ابو جہاد  
 کو دیا۔

ڈافن نے ایک بار پھر تارچ ملایا کہ چاروں طرف کا معائنہ کیا پھر ٹھٹھن ادا  
 میں سر ہلایا اور عمران سے مخاطب ہو کر بولا۔  
 ”کیا صرف دو ہی آدمی اس تجارت کی حفاظت کے لئے ہیں۔“  
 ”یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ دوسری بات اصل جگہ تو یہ ہے۔“  
 ”ٹرانسمیٹر ہیں اور وہیں دوسری اہم چیزیں۔“  
 ”وہاں کوئی ہو گا۔“

”بھہ آدمیوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔“  
 ”اوہ!“ اس نے ہونٹ سکڑے۔ ”اسی لئے وہ اس قدر مطمئن ہیں۔“  
 ”اگر انہیں اس بات کا شبہ بھی ہو جاتا کہ میں کچھ بتا دوں گا تو اس سزا  
 میں داخل ہونا ناممکن تھا۔“ عمران نے کہا۔

”یہ بھی بات ہے۔“ ڈافن سر ہلانڈ بولی۔

”چلیں۔“

”ہاں۔ چلو۔“

وہ تینوں بہت آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ دروازہ بند کر کے وہ جیسے ہی آگے بڑھنے لگے قدموں کی چاپ سوائی دی۔ نران تیزی سے بھاگا۔ اس نے دروازہ کھولا وہ تینوں پھرتی سے کمرے میں گھس گئے اور دروازہ بند کر کے کھڑے ہو گئے۔ فلپک اور ڈافن نے ریو اور نکال لئے تھے قدموں کی چاپ سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ دونوں وہاں خاموشی سے کھڑے رہے۔ آواز قریب آتی گئی۔ وہ دونوں کمرے کے سامنے سے گزر گئے ایک لمحے بعد آواز آتا بند ہو گئی۔ وہ رک گئے تھے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

”اُن لوگوں کو اٹھا رہے ہیں۔“ نران نے سرگوشی کی۔

”ہاں۔“ فلپک بھی مدھم آواز میں بولا۔

مقوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور باتیں کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ لیکن وہ صاف طور پر ان کی گفتگو نہیں سن سکتے تھے۔

”اگر وہ اس کمرے میں آئے تو۔“ ڈافن بیڑ بولی۔

”مذاہب خراب ہو جائے گا۔“ نران فکر مند انداز میں بولا۔

”تم آوازوں سے پہچان لیے کہ یہ کون ہیں؟“

”ہاں۔“ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”اس وقت یہاں آنے کا کیا سبب ہے؟“

”ہاں نے بھیجا ہو گا ضرور اہم کام ہو گا۔“

پھر وہ خاموش ہو گئے وہ باہر واپس آ رہے تھے اس مرتبہ آوازوں سے



ان کی تعداد میں اضافے کا پتہ چلتا تھا۔ وہ لوگ باتیں کرتے ہوئے کمرے کے سامنے سے گزر گئے۔ قدوں کی آواز میں آہستہ آہستہ مدھم مدھم ہوتی چلی گئیں! ستوڑی دیر بعد وہی پہلے کا سامنا ٹاچھا گیا۔ وہ کافی دیر تک چھپے رہے پھر عمران ہی بولا۔

”نکلنا چاہیئے۔“

”ہاں۔“ فلیک نے دروازہ کھول کر باہر جھانکنا پھر وہ تینوں کمرے سے نکلی کر اوپر جانے والے زینوں کی طرف چل دیئے۔ اوپر پہنچ کر وہ پھر ٹھٹھک کر رک گئے! دو کمروں میں روشنی ہو رہی تھی لیکن باقیوں کے کمرے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ زینے تک پہنچنے کے لئے انہیں دس فٹ کا فاصلہ طے کرنا تھا اور اگر اس دوران میں کوئی کمرے سے نکلی آتا تو وہ صاف پھنس جاتے۔“

”نکل چلو۔“ عمران نے اشارہ کیا۔ نہایت تیزی اور احتیاط کے ساتھ وہ چھت پر جانے والے زینوں تک پہنچ گئے۔ چھت پر پہنچ کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ ”بہت نیچے۔“ ڈافن ریا اور جیکھ میں رکھتی ہوئی بولی۔

”ہاں۔“

”فوراً کھسکو۔ زیادہ دیر رکنا خطرناک ہے۔“ فلیک نے کہا۔

نیچے جہاں تک کر ابھی طرح مطمئن ہونے کے بعد وہ باپ کے راستے نیچے آ گئے۔ گلی میں آکر وہ تیزی سے روانہ ہو گئے۔ فلیک بھی کبھی مڑ کر اندھیرے میں دیکھنے لگا۔ ساحل پر پہنچ کر وہ اس طرف بڑھے جہاں ان کی لالچ موٹور تھی ان کے پیچھے ہی اس کا آئینہ جاگ اٹھا۔ وہ مڑی اور پانی کا سینہ چیرتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی! ان لوگوں نے نقاب میں ہٹائیں ڈافن اور فلیک نے سگریٹ جلائی۔ چاروں ہی خاموش رہے۔ صرف پانی اور آئینہ کی آواز ہی آرہی تھی۔ سگریٹ ختم کرنے کے بعد ڈافن کھسک کر عمران سے پہلو میں آ گئی۔

”بہت خاموش ہو۔“

”سب ہی کی یہ کیفیت ہے۔“ وہ ذرا برے کہہ سک گیا۔

”کیوں کیا میری قربت گوارہ نہیں؟“

”فی الحال۔“ وہ معنی خیز انداز میں بولا۔

ڈاقن کے ہوتوں پر سسکاہٹ پھیل گئی ٹھیک اُصے گھٹے بعد لائینج ساحل سے جا لگی۔  
”گڈ بائی فرینڈ۔“ خلیک ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

”بائی۔“ اس نے سپارٹ آواز میں جواب دیا۔ وہ تینوں ساحل پر آگئے۔

”یہ تمہارے لیے اجنبی تھا۔“ عمران نے پوچھا اس کا اشارہ لائینج ڈرائیور کی طرف تھا۔  
”ہاں۔“ ڈاقن نے سر ہلایا۔

گاڑی تک خاموشی رہی؛ خلیک چونکی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔  
”امری میں بیٹھنے کے بعد اسے عمران کو مخاطب کیا۔“

”کل سے ان کی ہر گفتگو سن سکیں گے۔ اب دیکھو تمہارا پاس کب پھنستا ہے؟“  
”کچھ کہا نہیں جاسکتا۔“

ڈاقن نے انجن اسٹارٹ کیا گاڑی موڑی اور نہایت تیز رفتاری سے شہر  
”طرف چل دی۔“

# وقار عظیم

تین دن گزر گئے !

اس دوران باغ آئی لینڈ والی کوٹھی کی تمام گفتگو ٹیپ ہوئی رہی۔ انہیں اس پرفہرہ برابر بھی شبہ نہیں ہوا۔ فلیک کارڈ پر دوستانہ ہو گیا تھا۔ وہ آزادانہ ..... کوٹھی میں گھومتا رہتا تھا۔ اس کی رپورٹ بلکہ زیرو اسٹے پنچا رہا تھا ہر کام اس کی مرضی کے مطابق ہوا رہا تھا۔ چوتھے دن رات کو ڈافن اس کے پاس آئی۔

”آج رات تمہارا پاس آ رہا ہے۔“

”واقعی۔“ وہ سبھل کر بیٹھتا ہوا بولا۔ ”انکہ اسے تو ہر بات کا پہلے سے علم تھا۔“

”یقین کرو۔“ ڈافن بیٹھتی ہوئی مسکرائی۔

”کب.....؟“

”دونے باغ آئی لینڈ میں۔“ وہ حیران کی بات کاٹ کر بولی۔ ”کوئی جولیانا فٹرو وائرس نامی لڑکی ہے وہ اپنے ملک کی طرف سے طلب کئے گئے راز کو حاصل کرنے آئی گی۔“

”ہاں۔“ عزرائیل نے سر ہلایا۔ ”وہ ایسے ہی موقوفوں پر اتار ہے۔“

”جانتے ہو جولیانا فٹرو وائرس کتنی رقم نے کما آئے گی۔“

”ہاں۔“

”ایک کروڑ ڈالر۔“

”اوہ! ”عزان“ نہایت دلچسپی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔  
”تین فائدے۔“ ڈافن ہنسی۔

”مخبروں قہار باس پھنس جائے گا۔۔۔ دوسرے مخبر پر وہ لازم معلوم ہو  
چکے ہیں کی قیمت ایک کروڑ ڈالر ہے اور تیسرے پر ایک کروڑ ڈالر۔“  
”جس ملک سے جو لیانا فٹروائٹر کا تعلق ہے اس کے ایجنٹ نہ پیچھے لگ جائیں۔“  
”مٹوئی بات ہے۔ جو لیانا بھی ہمارے لئے کارآمد ہوگی۔“  
”پھر کیا پروگرام ہے۔“

”چار بجے تک قہار باس نہیں آجائے گا۔“

”بہت خوشخبری ہے۔۔۔ وہ بہت محتاط ہو گا۔“

”مٹوئی نہ ہو۔ ہمارا پلان کامیاب ہو گا۔“ ڈافن پر یقین لہجے میں بولی۔  
”عزان“ جان بوجھ کر پلان کی تفصیلات نہیں معلوم کی۔ البتہ ڈافن کی گفتگو  
نوازہ مزور ہو گیا کہ اسے جرم میں شامل نہیں کیا جائے گا۔  
”تم یہاں سے کب جاؤ گی؟“ چند لمحے بعد عزان نے پوچھا۔  
”میں نہیں جاؤں گی۔ فلیک کمانڈ کرے گا۔“  
”تم جو میرے بغیر گھبراؤ گے۔“ وہ شرارت سے مسکرائی۔  
”عزان بھی نہیں پڑا۔“

”ہاں۔۔۔ ایک بات بتاؤ۔“ ڈافن چونک کر بولی۔  
”یو پیو۔“

”جب قہار باس آتا ہے کیا اس وقت بہت سارے لوگ ہوتے ہیں۔“

”مزدی نہیں ہے۔ کبھی کبھی صرف ایک رو ہی ہوتے ہیں مرقی اس وقت  
 بیس اکیس ہوتے ہیں جب اُسے سب کو ہدایتیں دیتا ہوتی ہیں۔۔۔ آج رات  
 میرا خیال ہے چار پانچ ہی ہوں گے۔“  
 ”اس خیال کی وجہ۔“

”کوئی اہم بات تو ہے نہیں وہ خود لارڈے گا اور رقم وصول کرے گا  
 ”اس کے آنے پر کیا خاص حفاظتی انتظامات ہوتے ہیں۔“  
 ”ہاں۔“

”ہوں۔“ وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ ”مران اُس کا بازو لیتا رہا۔  
 ”کیا تم جوتھانا کو جانتے ہو؟“ ذرا دیر بعد ڈافن نے پوچھا۔  
 ”نہیں۔ پہلی دفعہ نام سن رہا ہوں۔“

”بہت احتیاط سے کام کرنا ہو گا۔“ وہ بولے۔ ”سے بڑی ڈائی۔  
 ”ظاہر ہے۔ اٹھاتم لوگ بھی پھنس سکتے ہو۔“  
 ”اس کا بہت کم امکان ہے۔“ وہ ہنسی۔ ”ہم نے فرار کے تمام راستے  
 کر دیئے ہیں۔“

”بھر پریشانی کی کیا ضرورت ہے۔“  
 ”تم اچھی طرح سوچ کر بتاؤ کہ کوئی ایسا سبب تو نہیں ہے جس کی وجہ  
 سے ہمیں پریشانی ہو اور تم ہمیں بتانا بھول سکتے ہو۔“  
 ”سبب۔ تمہاری کیا مراد ہے۔“

”میرا مطلب ہے۔ کوئی ایسی بات۔“  
 ”نہیں۔ میں نے ہر بات تفصیل سے بتادی ہے۔“  
 ”کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تمہارا پاس آنے والا ہوا نہ آیا ہو۔“

”میری یادداشت میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔“  
 ”کیا اس کا کوئی نمائندہ اس کی جگہ آسکتا ہے۔؟“  
 ”ایسے موقعوں پر وہ خود آتا ہے۔ اور اس کا نمائندہ تو تمہارے سامنے موجود ہے۔“

”تمہارے۔۔۔ چہرے کے برابر گردہ میں کچھ اور لوگ بھی تو ہوں گے۔؟“  
 ”بالہ چار اور ہیں۔“

”اٹھن خاموش ہو گئی۔ کافی دیر خاموش رہی پھر اٹھتی ہوئی بولی۔“  
 ”دو گھنٹے بعد آؤں گی۔“

”لوگس آجائیں گا۔“ عمران بولا۔

وہ جس پڑی۔ پھر ہاتھ ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے بعد عمران مسکرایا تھا۔ مسہر کا سے اٹھ کر اس نے باہر جھانکا اچھی طرح اطمینان لانے کے بعد یا حضورم میں آکر ٹرانسمیٹر نکالا اور بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے میں مشغول جانے پر لولا۔ ”کہو بلیک زیرو۔ سب انتظامات ہو گئے۔؟“

”جی ہاں جناب۔ ہر کام شاندار طریقے سے ہو گا اس دفتر وہ لوگ ضرور ہونگے“  
 ”خاموشی کے۔ میں نے تو میرا جو ہاں مان لیا اور عدالتی کو بہت اچھی طرح سمجھا دیا۔۔۔ اب وہ ذرا دیر پر بھی غلطی نہ کریں گے۔“

”کھٹیک ہے۔“

”ایک سیات بتائیے جناب۔“

”پلو جھو۔“

”کیا ان کا پاس آئے گا۔؟“

”کچھ کہا جس جا سکے۔ ویسے جولیا وغیرہ کو یہ نہیں لے کر آئیں گے۔ ہو

سکتا ہے ان کا باس آجائے ویسے میری بیب میں پڑا ہوا ٹرانسمیٹر آن کے آنے کا پتہ تمہیں چل جائے گا۔

”بہت اچھا۔“

”باقی تو تمہیں سب یاد ہی ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”آپ مطمئن رہیں۔ دوسری طرف سے بیک تیر کی آواز سنائی دے گی۔“

”آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔“

”میں تمہاری ذہانت کا قائل ہوں۔“

”شکریہ۔“

”ویسے اگر ان کا باس نہ آئے تو دوسرے پلاسٹک پر ٹل کر نا۔“

”کرنا ہی پڑے گا۔ ویسے جناب مجھے ان کے باس کے آنے کی بہت کم امید ہے۔“

”کیوں؟“

”بچھلی دفعہ۔“

”بے وقوف، وہ تو اس کا نمائندہ تھا اور اسے ہمارے تاج پر وگراں کا علم ہوا۔“

”اسی بات کو پیش نظر رکھ کر تمہیں ہے وہ ایک دو دن آئے۔“

”جیسا بھی ہوگا دیکھا جائیگا۔ اگر خود نہ آیا تو جو یا اسے آئے پر مجبور کرو۔“

”ہاں۔ پھر وہ آئے گا ہی یا جو یا کو بلائے گا کوئی بھی صورت ہو یا نہ ہو۔“

”رہنمائی ہو جائے گی۔“

”ہاں۔“

”پھر آپ کب سے ٹرانسمیٹر آن رکھیں گے۔“

”جو لیا وغیرہ کے یہاں آجائے کے بعد۔“

”ٹھیک ہے۔ اور کوئی بات؟“

”ہاں۔ سو۔“

”فرمائیے۔“

”اس وقت تم کہاں ہو۔؟“

”بلیک ہاؤس میں۔“

”عقد رخنہ کو بھی تیار رہنے کی ہدایت کر دی۔؟“

”تو اور سفور اور نیما فی میرے حکم کے منتظر ہیں گے۔“

”گرو۔ کافی مستعدی سے کام کر رہے ہو۔“

”لیکن ایک بات ہے جناب۔“

”کیا۔؟“

”آپ کے سوالات سے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ سلیٹس نہیں ہیں۔“

”یہ بات نہیں بلیک زیرو۔ میں ہر بات جاننا چاہتا ہوں۔“

”ناکہ سلیٹس ہو جائیں۔“ بلیک زیرو نے جملہ مکمل کر دیا۔

”بہی سمجھ لو۔ اچھا خدا حافظ۔۔۔ اور راجندر آل۔“ ٹرائیمر رکھ کر وہ باقی

روم سے باہر آیا۔ لیکن مسہر کا پر جانے کے بجائے کمرے سے باہر نکل گیا اس کا

رخ ڈافن کے کمرے کی طرف تھا۔ ڈافن اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی۔ ہوان چن

لموں تک کھڑا سر کھینچتا رہا بھروسہ اپنے کمرے میں آگیا اسے آٹے تھوڑی دیر ہی ہوئی

تھی کہ ڈافن آگئی اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ لوں اٹھی۔ ”دیکھ لو۔ کتنی جلدی آگئی۔“

”کیا رہا۔؟“ ”نران نے پوچھا۔“

”باس سے گفتگو ہو گئی۔ سب کام ٹھیک ہو رہا ہے۔“

”جلو۔ ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن تم اس مہم پر کیوں نہیں جا رہی۔“

”میں یہاں ان لوگوں کا انتظار کر رہی ہوں۔“



» چار بجے تک ہی کام ہو سکے گا۔ «

» ہاں۔ شاید دیر بھی ہو جائے۔۔۔۔۔ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ «

» آج کی رات بہت اہم ہے۔ « عزان نے شمالی ظاہر کیا۔

» ہاں۔ « ڈافن مسکرائی۔ » بہت اہم۔ «

وہ لوگ دوسرے موضوع پر گفتگو کرنے لگے۔

» آؤ۔ « کچھ دیر بعد ڈافن اٹھتی ہوئی بولی۔ » فون والے کمرے میں جا کر بیٹھیں

مجھے فون کا انتظار ہے۔ «

وہ دونوں اٹھ کر اس کمرے میں آگئے جہاں فون رکھا ہوا تھا تقریباً ایک گھنٹے بعد

فون کی گھنٹی بجی ڈافن نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا۔ » ہیلو ڈافن اسپیکنگ۔ « پھر ایک

لمحہ رک کر بولی۔ » میں سر۔ وہ لوگ ٹھیک ایک بجے وہاں پہنچ جائیں گے۔ جی ہاں

اس وقت میں اور عزان کو صحنے میں ہیں۔ « وہ خاموش ہو کر دوسری طرف سے آنے

والی آواز سننے لگی۔ عزان لا پرواہی سے بیٹھا پاؤں ہلاتا رہا تھوڑی دیر بعد ڈافن

نے پھر کہا۔ » مجھے قوی امید ہے باس۔ « پھر ایک لمحہ سننے کے بعد اُس نے ماؤتھ پیس

پر ہاتھ رکھا اور اُس سے مخاطب ہو کر بولی۔ » عزان۔ باس تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ «

» مجھ سے۔ « عزان نے حیرت کا اظہار کیا۔

» ہاں۔ ہاں۔ « وہ مسکرائی۔

عزان نے اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔

» ہیلو عزان اسپیکنگ۔ «

» گڈ نائٹ۔ مائی فرینڈ۔ « دوسری طرف سے بھرائی ہوئی آواز آئی۔

» نائٹ۔ « اس نے بلا بھجک کہا پھر جلدی سے بولا۔ » فرمائیے۔ «

» مجھے خرابی ہے عزان کہ تم نے ہمارا ساتھ دیا۔ «



نے ریاضہ رکھ دیا اور عمران کی طرف گھوم گئی۔ "باس کی عنایت تم پر ہوگی۔"

"اور اس عنایت کا سبب؟"

"میں ہرگز نہیں ہوں۔" وہ ہنس کر بولی۔

"میں سمجھا تھا تمہارا پاس بھی اس ہم میں شریک ہوگا۔"

"پاس محتاط ہے۔ بہت محتاط۔"

"مانتا پڑتا ہے۔" عمران سر ہلا کر تعریفی انداز میں بولا۔

"تم اپنے پاس کو بھی دیکھ لینا۔"

"ہاں۔ مجھے بڑی حسرت تھی۔"

"آج پوری ہو جائے گی۔"

"امید تو یہی ہے۔"

وقت گزر رہا۔ وہ دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ کافی وقت گزر جائے

کے بعد ڈافن نے کھڑی پر تلوڑا لی جو ٹھیک ایک بج رہی تھی۔

"وہ لوگ ہاتھ آئی لینڈ پہنچ گئے ہوں گے۔" وہ بڑبڑائی۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" عمران نے سر ہلایا۔

"میں چائے بناؤں۔" ڈافن حباہی بیتی ہوئی کھڑکی سے گئی۔

"اس وقت بہت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

اس کے جانے کے بعد عمران صوفے پر ہی بیٹ گیا۔ نیند آنے کا تو سوا

ہی نہیں پیدا ہوتا وہ مکمل سکون اور یکسوئی سے اپنے پلان کا جائزہ لے رہا تھا۔

کافی دیر تک وہ ہر پہلو سے سوچتا رہا پھر مطمئن ہو گیا۔ اس کے پلان میں کوئی عیب

نہ تھا صرف شرط یہ تھی کہ سب اپنا کردار خوش اسلوبی سے ادا کرتے اور ڈافن

آمد پر وہ اٹھ بیٹھا۔

”کیا بغیر آرسی ہے۔“ اس نے جانے کی پیالی اسکی طرف بڑھانے ہوئے کہا۔  
”نہیں۔ ایسا کوئی بات نہیں۔“ وہ کسپ لیتا ہوا بولا۔

پائے بی گمرو تازہ دم ہو گئے۔ ڈاؤن نے سگریٹ جلائی اور نیم با آٹک سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ سر کھینا ہوا دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔ ڈاؤن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ اٹھا اور اس کے برابر آکر بیٹھ گئی۔ عمران کے چہرے پر نہرے کے آثار نظر آنے لگے۔ عجیب مضحکہ خیز صورت ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی سر کھینانے کا رفتار میں بھی اضافہ ہو گیا۔

ایران۔ ڈاؤن نے اس کے گلے میں اپنی ڈال دی۔

عالم سے باپ رہے۔ اس میں کہ شہنہ سے کاغذی ہوئی آواز نکلی پھر وہ اس کا ہاتھ  
 لیا تا ہوا بولے: "پٹو نا۔"

ڈاکٹر نے سائنسہ ہنسی پڑی پھر شہزادہ اس سے کچھ اور چپک گئی۔  
 "شب... کچھ ہند کر رہا ہے۔" عزال بہکلیا۔  
 "میرے پاس... ہواؤ۔" وہ صوفے کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی۔  
 "نہیں۔" وہ تیزی سے نفی میں گردن لانے لگا۔ پھر بدک کر بھاگنے  
 لگا۔ "والا ڈاکٹر ڈاکٹر، کنگ سے مل کر بیٹھ گئی۔"

”مجھے جبروت ہو تا ہے۔ بہت اچھے کردار کے مالک ہو۔ وہ سرفی ازار میں ہوتا ہے۔ میں نے جان کر یہ حرکت کی تھی۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ تم کیا جاسکتے ہو۔“  
 عمران سر جھکاٹے بیٹھا رہا۔

”تمہاری اس حادثہ نے مجھے گریوہ بنایا ہے۔“  
 ”کوئی اور بات کر دو۔“ وہ چہرہ پر ہنس کر بولا۔

ڈافن کہہ رہے تھے کہ ہون کی گھنٹی بجی اپنے چاروں سے ریسورٹ ڈافن

”یس باس۔“ وہ کچھ سن کر جلدی سے پولی۔ تھوڑی دیر تک دوسری طرف  
 کی آواز سنتی رہی پھر اس نے کہا۔ ”میں مطلع کر دوں گی۔ جی۔ بہتر ہے۔“ رسیلا  
 رکھ کر وہ سرائی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ”بہت بے چین ہے تمہارا باس۔“  
 ”قدرتی بات ہے۔ سچ بتاؤ کیا تم بے چین نہیں ہو۔“  
 ”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔“  
 ”جب تمہارے باس کو پتہ چلے گا کہ تم نے جی ہمارا نہمائی کی ہے تو اس کا  
 کیا حال ہوگا۔“

”اس کے ہاتھ میں ریوالتور سے دینا پھر بہت چل جائے گا۔“  
 ”ڈافن ہنسنے لگی۔  
 ”تم سن رہی ہو۔ افسوس میری کیفیت عجیب ہے۔“  
 ”کیوں۔“  
 ”بعد میں میرے ساتھ تم لوگوں کا نہ جانے کیا رویہ ہو۔“  
 ”کیا تمہیں ابھی تک یقین نہیں آیا۔“ ڈافن سنجیدہ ہو گئی۔  
 ”ذہن بڑی عجیب چیز ہے۔ خواہ مخواہ مختلف انداز میں سوچتا رہتا ہے۔“  
 ”امییزان رکھو۔ کوئی غلط بات نہیں میں اس سے لڑوں۔“  
 ”تمہارے اوپر تو اعتماد ہے۔ لیکن باس کے آگے تو تم جی مجبور ہو گئی۔“  
 ”میں کہہ رہی ہوں ایسا نہیں ہوگا۔ وہم میں پڑ رہی ہوں۔“  
 ”اچھا۔“ وہ سکارت مندرانہ انداز میں بولا۔

”بعض اوقات تو اس قدر بھولے نظر آتے ہو کہ بے ساختہ پیار کرنے  
 کو دل چاہتا ہے۔“ ڈافن مسکرائی اور وہ چونک کر اسے شکایتی نظروں سے  
 دیکھنے لگا۔

”اچھا۔ اب ایسی گفتگو نہیں کروں گی۔“ ڈافن ہلکی سی سسکڑاٹھنے کے ساتھ بولی۔  
 ایک سے دو۔۔۔ دو سے تین۔۔۔ اور تین سے چار بج گئے مگر وہ لوگ  
 نہ آئے۔ جب ساڑھے چار بجے تو وہ فکر مند ہو گئی۔ اس دوران دو دفعہ باس کا ٹیلی  
 فون آچکا تھا لیکن ہر بار اس کا ایک ہی جواب ہوتا۔ ”ابھی تک نہیں آئے۔“ وہ  
 فکر مندانہ انداز میں ٹھہر رہی تھی۔ ہاتھ میں جھٹتا ہوا منگرمیٹ تھا۔  
 ”کہاں رہ گئے۔“ وہ رک کر بیڑ بڑائی۔

عمران کچھ کہنے ہی بھار ہاتھ لگا کر ہاتھ سے وارن کی آواز آئی۔  
 ”آگئے۔“ ڈافن کے منہ سے بے ساختہ نکلا پھر وہ تڑپنا شروع ہوئی کرے نہ کرے گی  
 عمران نے جیسا کہ اپنے ڈال کر ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا۔ مختصر سی دیر بعد  
 ایسے بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں پھر فلیک کی آواز آئی۔ ”گول کمرے میں بند کر دو۔“  
 وہ ہنستا آواز پر منتظر رہا۔ دس منٹ بعد ڈافن مع فلیک ڈاکروارڈ اور  
 ریٹائرڈ کے کمرے میں داخل ہوا۔

”مبارک ہو سٹر عمران۔“ فلیک گرم بوشی سے کہا۔  
 ”یہ نوک کا عیاب ہوئے۔“ ڈافن جوشیلے لہجے میں بولی۔  
 ”صرف تین ہی گئے تھے۔“

”نہیں۔“ فلیک ہنس پڑا۔ ”دس افراد پر مشتمل تھی یہ پارٹی۔“  
 ”بقایا کہاں گئے۔“

”باہر ہیں۔“

”اب بھی اطمینان نہیں ہوا۔“

”نہیں۔ مکمل اعتماد۔“ فلیک فرسندی سے بولا۔ ”تم نے حقیقی باتیں بتائیں سب

دست تھیں۔ ایک دم دست۔“

”آسانی سے کام ہو گیا تھا۔“

”نہیں۔ بہت محنت کئی بڑی تمہارے پاس نے بھانگے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔“

”تم لوگ تو ملک سے چلے گئے تھے۔“ بائس نے ڈاکٹر وارڈ اور رینالڈ کی طرف اشارہ کیا۔

فلپک سینا بھولولا۔ ”ہم نے تم سے جھوٹا پوچھا۔ ہاں البتہ یہ روپوش تھے اس ہم میں اس نے شریک کئے گئے کہ یہ تمہاری نظروں میں تھے اگر اٹھا ہم ہیں پھنس جاتے تو یہ لوگ وہی ثابت ہوتے۔“

”بائس! وہ تمہارے پاس کی نظروں میں نہ آتے۔“

فون کی گھنٹی بجے یہ وہ سب خاموش ہو گئے۔ ڈاکٹر نے بیلری سے ریسور اٹھایا اور ماؤنڈ پیرس میں بولی۔ ”ڈاکٹر اسپکنگ۔“ ایک لمحہ دوسری طرف سے کچھ ملنے کے بعد اس نے کہا ”نہیں کیا۔“

”ہیس بائس۔۔۔ وہ لوگ کامیاب ہوئے۔“ بائس نے۔ ”میرے تفصیل بتانے لگی آخر میں بولی۔“

”فی الحال وہ گول کرے میں قید ہیں۔ رینالڈ، وارڈ اور فلپک کے علاوہ باقی تمام عمارت کے گرد بچیا۔ حالانکہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی آپ کا حکم تھا۔ بہتر ہے۔“

”وہ رک کر فلپک کی طرف متوجہ ہو گئی۔“

”بائس بات کرنا چاہتے ہیں۔“

فلپک نے ریسور لیا اور بائس کو تفصیل بتانے لگا۔ کافی دیر بعد وہ صرف ایک لمحے کے لئے رکا پھر سانس لے کر اس نے دوبارہ کہا شروع کیا۔

”تمہارے میں افقی ٹرانسمیر موجود تھے اور بڑی تعداد میں اسلحہ بھی تھا اعلیٰ نے جو کچھ بتایا تھا بالکل صحیح نکلا۔“

”وایسی پر ہم کے آپ کی ہدایت کے مطابق خیال رکھا تھا حالانکہ بائس کے پکڑے جانے پر اس کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی ایسا ہی کیا۔“

”کس نے تمہارے نہیں کیا اور ذرا اس کا اسکان تھا۔“

”وہ رک کر دوسری طرف

کی آواز سنتا رہا پھر بولا: "جو لیانا فٹرواٹر بہت سیریم ہے وہ فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتی ہے جی ہاں۔۔۔" ان کا پاس بھی بہت غصے میں ہیں اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔ وہ خفیہ راز اور ایک کروڑ ڈالر ہمارے پاس ہیں اب آپ جو حکم دیں۔" وہ پھر خاموش ہو کر کچھ دیر سنتا رہا پھر بولا: "میرا خیال ہے۔۔۔ اب آپ کے آنے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔ جی۔۔۔ اچھا۔۔۔ بہتر ہے۔۔۔ آپ بھائیوں نہیں جناب۔۔۔ فرار نہیں ہو سکتے۔۔۔ بہتر ہے۔" ریسپورڈر کہہ کر وہ ڈاکٹرن سے مخاطب ہوا: "کل رات پاس ان لوگوں سے ملاقات کرنے آئے گا۔۔۔ جو لیانا کو کہہ دو کہ کل رات سے پہلے ملاقات ممکن نہیں۔"

ڈاکٹر نے سر ہلایا پھر عراق سے مخاطب ہوئی۔

"اپنے پاس کا دیوار کرنا چاہتے ہو۔"

"کل رات یہاں ٹھیک رہے گا۔" فلیک جلدی سے بولا۔

"ابھی اسے نہیں معلوم کہ عراقی نے ہماری رہنمائی کی ہے۔"

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔" عراق فلیک کی بات سے اتفاق کرتا ہوا بولا ڈاکٹر

کمرے سے نکل گئی اس کے ہانے کے بعد فلیک نے کہا: "مجھے تمہارا اندیکہ کمرہ بہت

ہوئی۔ بہت بڑا اور جدید طرز کا ہے اور وہاں جو ٹرانسمیٹر نصب ہیں بہت طاقتور ہیں۔"

عراق نے صرف سر ہلادیا۔

ریٹائرڈ بولا: "مجھے خوشی ہے کہ تم ہم لوگوں میں شامل ہو گئے۔۔۔۔۔"

"شکریہ۔"

ڈاکٹر نے آکر انہیں بتایا کہ پاس کا پیغام پہنچا دیا اور یہ کہ کو کھٹی کے

اس پاس مکمل سکون ہے۔

"باس زیادہ ہی احتیاط پسند ہے۔ حالانکہ ان کے پاس کے گرفتار کے



بعد اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

ہاں۔ پھر بھی۔۔۔۔۔ ”ڈافن نے ہاتھ ہلایا پھر بولی۔

”پانچ بج چکے۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کچھ دیر آرام کر لیا جائے۔“  
 وارڈ اور رینالڈ کھڑے ہو گئے۔

”ہم کل شام کو آئیں گے کوئی بات ہو تو فون کر دینا۔“  
 ”رائٹ۔“ فلیک کھڑا ہو گیا۔

عمران بھی اٹھ گیا۔ اپنے کمرے میں آکر اس نے دروازہ بند کیا پھر باغ  
 روم میں آکر جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا جو پہلے ہی سے آنا تھا پھر اسے منہ کے  
 قریب لاکر دم آواز میں بولا۔ ”ہیلو بلیک زیرو۔“

”ہیں سر۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”تم نے ساری گفتگو سن لی۔“

”جی ہاں۔“

”بہت اچھی طرح کام ہوا ہے بلیک زیرو۔“

”بہت شاندار طریقہ سے جناب۔ ذرا برابر بھی شبہ نہیں ہوا۔“

”ہاں۔ میں بہت خوش ہوں۔“

”شکریہ جناب۔“

”اب کل کا کیا پروگرام ہے۔؟“

”وہی جناب۔۔۔۔۔ اور اللہ اللہ کل یہ کھیل ختم ہو جائے گا۔“

”ہاں۔ مجھے بھی امید ہے۔ لیکن ابھی یہ نہیں معلوم وہ کب آئے گا۔“

”ہم شام سے تیار ہونگے۔۔۔۔۔ آپ ٹرانسمیٹر آند کیجئے گا۔۔۔۔۔ پتہ چل جائیگا۔“

”بالکل ٹھیک۔۔۔۔۔ میں کوٹھی کی ٹکرائی نہیں چاہتا کیونکہ ان کا باس صبح

یہ تمام ایک کوٹھی کے قریب و حوالہ کا مغرب اچھا طرح بائیں دے کر آئے گا کافی محتاط آؤ گے۔

و بہت محتاط رہے غائب۔

و ہر خیال ہے غائب۔ کیا یہ لوگ دریا میں بھرنا آئی ہیں؟ آئیں گے اور سڑک پر

نکال دے جائیں گے۔

ہاں۔

ہاں گا اس بھی مستحق ہوا ہے گا۔

ہاں ہاں کل وہ بہت بے ہوش ہو گا۔ بڑے بڑے پروگرام بنانا

ہر گنا خاص کر عویا کے لئے جو کہ وہ کسی ملک کی نمائندہ ہے۔

جی ہاں۔ وہ سری طرف سے بھی کی آواز آئی۔

ایک کروڑ ڈالر اور غیر راز اس کی دل چاہی کام کر رہے ہوں گے۔

آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔

فکر سے کہہ رہے ہیں۔ اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک کروڑ ڈالر۔

سر سلطان بھی ایک۔ تم کے لئے بھی کچھ ہے۔ "بلیک ڈیو بولا۔

"ظاہر ہے۔" "ہاں ہاں۔" "سوچ رہے ہیں۔" "ہاں رقم ڈوب رہی ہے۔

آپ نے حکومت کو کیا جواب دیا ہے اگر ایسا ہو جاتا ہے؟

جی ہاں۔

اچھا۔ اب حقیقتاً ایک بار پھر پیشین گوئی سے سن لو۔

قریبیہ۔

"وہ کل کا پروگرام سمجھانے کا۔ بڑی تفصیل کے ساتھ جب سب کچھ بتا چکا تو

آخر میں بولا۔" ایسا ہی ہونا چاہیے۔

"آپ سچ ہیں۔"



”کسی سے مڑ بھیڑ تو نہیں ہوئی۔“

”نہیں۔ اس کا امکان بھی نہ تھا۔“

”باس بارہ بجے آئے گا۔۔۔ ابھی ابھی اس کا فون آیا تھا۔“

”آکھنچ کر رہے ہیں۔“ فلیک نے رست و اچ پر نظر دوڑائی۔ ”صرف چار گھنٹے ہیں۔“

”ہاں۔“

”ان لوگوں نے تو دن میں اودھم نہیں مچایا۔“

”نہیں۔ ابھی میں کھانا دے کر آئی ہوں۔ صبح باس کے منتظر ہیں۔“

”اچھا ہے۔ یہ جھنجھٹ ختم ہو۔“

”عمران کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔“

”پھر۔۔۔۔۔“ فلیک نے دلچسپی لی۔

”میں نے کہہ دیا وہ دو سڑی جگہ ہے رات تک آجائے گا۔“

”بہت عرصہ ہو گا اچھے۔“ فلیک عمران سے مخاطب ہوا۔

”ہاں۔“ اس نے سر ہلایا۔

”چائے پلو اوڈائن۔“ فلیک صوفے کی پشت گاہ سے ٹپک لگاتا ہوا بولا۔

”کہہ آئی ہوں۔“ وہ اٹھ کر کمرے سے پتلی گئی۔ فلیک نے سگریٹ نکال کر

بلائی اور ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔ ڈائن ایک منٹ میں ہی لوٹ آئی۔

”کتنے آدمی ہیں اب۔“ فلیک اس سے مخاطب ہوا۔

”کہاں۔“ وہ نا سمجھتے والے انداز میں بولی۔

”جو کوٹھی کی حفاظت کر رہے ہیں۔“

”چار۔“

”وارد اور ریرالڈ کو مطلع کر دیا۔“

”وہ لوگ گیارہ بجے تک آجائیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔“ اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بڈاگ نما غیر ملکی چائے کی ٹرے اٹھائے کرے میں داخل ہوا۔

”کہاں رکھوں مادام۔“ اس نے ڈافن سے پوچھا۔

”ادھر۔“ ڈافن نے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز کی طرف اشارہ کیا۔ غیر

ملکی نے چائے کی ٹرے میز پر رکھی پھر سیدھا ہوتا ہوا بولنا۔ ”اور کوئی حکم مادام۔“

”نہیں۔ جیو۔“

وہ تعظیماً جھکا اور کمرے سے نکل گیا۔ اسکے جانے کے بعد ڈافن چائے بنانے

لگی۔۔۔۔۔ چائے پینے کے دوران خاموشی رہی۔ چائے ختم کر کے فایک کھڑا ہو گیا۔

”کہاں۔“

”آرام کر لوں۔۔۔ بہت تھک گیا ہوں۔“

”جاؤ۔“

وہ کمرے سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد کافی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ڈافن کھڑی ہو گئی۔

”نیم آرام کرنا چاہو تو کر لو۔“

وہ خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ اپنے کمرے میں آکر اس نے

بلیک زیرو سے بات کی پھر مسہری پر لیٹ گیا۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ڈافن

اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ اٹھ بیٹھا۔

”میں سمجھی سو گئے ہو گئے۔“

”کیا باس آ گیا۔“

”آئے ہیں والا ہے۔“

وہ دونوں اُس کمرے میں آئے جہاں فلیک ڈاکٹر وارڈ اور ریتا لڈ موجود تھیں۔  
 "اپنے باس کے دیدار کے لئے تیار ہو جاؤ۔" فلیک اُس سے مخاطب ہوا۔  
 "کل ہی سے تیار ہوں۔" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔

بارہ بجے تک وہ باتیں کرتے رہے پھر بارن کی آواز پر ڈافن ہلادی سے کھڑی ہو گئی۔  
 "باس آگیا۔" انہی کے منہ سے نکلا اور وہ کمرے سے نکل گئی۔ وہ لوگ  
 سنبھل کر بیٹھ گئے۔ عزان کی حیرت میں پڑا ہوا ٹرانسمیٹر آن تھا۔ دو منٹ بعد ڈافن  
 لمبے ٹرنکے سیاہ پوش کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ سب احترازا کھڑے ہو گئے  
 نقاب کے پیچھے اُس کی آنکھیں بڑی تیزی سے گردش کر رہی تھیں۔ وہ ایک کمرے پر بیٹھ  
 گیا۔۔۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ لوگ بھی بیٹھ گئے۔

"عزان۔" وہ اُس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میں۔" عزان کی مدغم آواز تھی۔

"ہم تم سے خوش ہیں۔۔۔ بہت خوش۔"

"شکریہ جناب۔" وہ انکساری سے ہاتھ ملتتا ہوا بولا۔

"کیا رہا فلیک۔" سیاہ پوش فلیک سے مخاطب ہوا۔

"سب ٹھیک ہو گیا باس۔ دونوں ٹرانسمیٹر نکال لیا ہوں۔"

"ہوں۔" وہ لمبا سانس کھینچ کر بولا۔

"اُن لوگوں کو لایا جائے باس۔؟" ڈافن نے پوچھا۔

"صرف بتو لیا نا اور باس کو لاؤ۔۔۔ ہاں اُن کے ملا داور کتنے ہیں۔"

"پیار اور مہیا جناب۔"

"چاؤ۔ دونوں کو لاؤ۔"

"فلیک اور ڈافن کمرے سے نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد عزان نے کہا۔

”میرے پاس کو علم نہیں ہے کہ میں نے آپ لوگوں کی رہنمائی کی ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔“ وہ بولا۔ ”تم دیکھتے رہو۔“

تھوڑی دیر بعد جوبلیا اور تنویر ہاتھ اٹھائے کمرے میں داخل ہوئے جوں کہ تنویر پہلے ہی ان کی نظروں میں آچکا تھا اس لئے اس پر پلا سٹک سٹک اپ کیا گیا تھا۔ وہ شکل ہی سے نہایت خوفناک لگ رہا تھا۔ ان کے پیچھے فلیک اور ڈافن ریوانور بیسے ہوئے تھے۔

”خوش آمدید۔“ سیاہ پوش بولا۔

تنویر اور جوبلیا کھڑے رہے۔

”تشریف رکھیے۔“ اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ دونوں بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے بعد تنویر عمران سے مخاطب ہوا۔

”اب میں سمجھا.... تم ذلیل غدار نکلتے۔“

”شوہر مت بجاؤ۔“ فلیک نے پیچھے سے ریوانور کی نال اس کی گردن پر رکھ

کر دباؤ ڈالا۔ تنویر خوشخوار نظروں سے اسے گھورتا رہا اور وہ سر جھکائے ہونٹ پبنا تا رہا۔

”مجھے خوشی ہے کہ اپنے پیسنے کا راز تم نے خود ہی حل کر لیا۔“ سیاہ پوش ہنسنا۔

”تم بچتا ڈگے.... میں زیادہ دن تمہاری قید میں نہیں رہوں گا۔“ وہ غرایا۔

”بے وقوف ہو تم۔“ سیاہ پوش ہنسنا۔ ”جو بات ہماری برائیاں کا سہتہ بنی

ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی.... ہم تمہاری حقیقت جاننا چاہتے تھے وہ عمران نے بتا

دی مسئلہ صرف تمہیں پکڑنے کا تھا وہ بھی حل ہو گیا اب صرف تمہیں اور تمہارے ساتھیوں

کو قتل کر کے سمندر میں ڈالنے کا کام ہے اُسکے بعد ہم بالکل مطمئن ہو جائیں گے۔“

تنویر خوشخوار نظروں سے اسے گھورتا رہا۔

”تم سے زیادہ بات کرنے کی ضرورت رہی نہیں....“

جولیا جو اس دوران کھراسٹ اور پریشانی کی شاندار ایکٹنگ کر رہی تھی سیاہ پوش سے خطاب ہوئی۔ "میں آپ سے تنہائی میں بہت ضروری گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ بہت ضروری گفتگو۔"

"آپ مطمئن رہیں جولیا۔ سیاہ پوش نرم چپے میں بولا۔  
"آپ ہی کی وجہ سے میں یہاں آیا ہوں۔ میں بھی آپ سے بات کرنا چاہتا تھا  
ان کے قتل کے احکامات میں قوت پر بھی دے سکتا تھا۔"

"آپ میری پریشانی نہیں سمجھ رہے۔ وہ بے بسی سے بولا۔  
"ابھی آپ سے تنہائی میں آتھیں گفتگو کرو تگائیں اب آپ پریشانی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہوں۔"  
جولیا نے تم انہیں کچھ نہ بتانا۔ تصویر نے کہا۔  
"ظاہر ہے بیٹو۔ سیاہ پوش فرمایا۔

"سب تیری وجہ سے ہوا ہے؟ اس غرار۔" تصویر غراں پر لٹ پڑا۔  
"مجھے اپنی زندگی بچا رہی تھی۔" غراں آہستہ سے بولا۔  
"بے وقوف یہ تجھے بھی مار دیں گے۔ انہوں نے تجھے بھی ادھوکہ دیا ہے۔"  
"ہاں میں ان کے گروہ میں شامل ہو گیا ہوں۔"

"بے وقوف۔ جب تو مجھ سے غداری کر سکتا ہے تو ان سے بھی کر سکتا  
ہے۔ کیا یہ اس بات کو نظر انداز کر دیں گے۔"  
"انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔"

"تمہارا پاس ٹھیک کھربا ہے غراں۔" سیاہ پوش نے قہقہہ لگایا۔  
"کیا مطلب۔" غراں نے بوکھلانے کی شاندار ایکٹنگ کی۔

وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں بھی کرنا چڑھے گا۔ آخر تم نے ان سے غداری  
کرنا ہم سے کر سکتے ہو۔۔۔ ہم یہ خطہ تو لے لیں۔"



”مگر... آپ نے وعدہ کیا تھا۔“ وہ ہراساں ہوتا ہوا بولا۔

”عقل مند لوگ مصالحت کے تحت ایسے ہی وعدے کرتے ہیں۔ سیاہ پوش بولا۔

”ڈافن۔ دیکھ رہی ہو۔“ عمران ڈافن کی طرف مڑ کر گردن دینے والے انداز میں بولا۔

”مگر وہ سیاہ چہرہ لئے کھڑی رہی۔“ ان کا چہرہ ہر قسم کے خدایات سے بھاری تھا۔

”دیکھ لیا۔“ تنویر نے قہقہہ لگایا۔

”ڈافن۔“ عمران اسے مخاطب کرنے لگا مگر وہ ابھی بھی کھڑی رہی۔

اس نے کچھ سنائی نہ ہو۔ عمران کا چہرہ خوف اور وحشت کا وسیع سے عجیب ہو گیا۔

تھا۔ وہ نے بسی اور ہارسی سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

”بھاگنے کی حاجت مت کہنا۔“ سیاہ پوش اس کی بات سے لطف اندوز ہوتا

ہوا بولا۔

”میں مری جاؤں گا۔“ وہ مڑھڑھاتے انداز میں براہ کھر فکیر سے مخاطب ہوا۔

”تم ہی باس کو سمجھاؤ فلیک۔“

”میں نہیں سکتا سنا کر مارنے کی سفارش کر سکتا ہوں۔“ فلیک کے ہونٹوں

پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”تو بیا قصاص بائہ انگلیک میں کہلوید رہا تھی۔“

”کچھ کیا حکم ہے باس۔“ فلیک باس سے مخاطب ہوا۔

”ان سب کو شتم کرو اور لاشیں مندریں، پھاؤ۔“ سیاہ پوش نے سننا کارہ لپٹ

میں حکم دیا۔

”چلو۔“ کٹھنے جو بھاڑ۔“ فلیک نے ریوالتور کا منہ بشی سے تنویر کو کٹھنے پر لٹکا

اشارہ کیا۔

”تنویر بدستور بیٹھا رہا۔“

”کیا تم نے سنا نہیں۔“ فلیک غرا گیا۔

تئویر نے اب بھی حرکت نہیں کی۔

گولی اردو۔ نہیں۔ سیاہ پوش غرایب۔

عمران مضطرب ہو گیا۔ ابھی تک بلیک زیرو نہیں آیا تھا۔ مگر پھر جیسے ہی فلیک نے ٹرگیدر بانا چاہا، کٹر کی سے ایک ساکھرد فائر ہوئے۔ فلیک اور ڈاقس کے ہاتھوں سے ریو اور تسلی گئے۔ وہ پوکھلا کر کٹر کی کی طرف مڑے جہاں سر سے لے کر پیر تک سیاہ لباس والا دونوں ہاتھوں میں ریو اور لئے کھڑا تھا۔ اس سمیت سب ہی پوکھلا گئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے دروازہ کھولا اور تین نقاب پوش ٹامی گئیں۔ آتے آتے گھسیٹنے لگیں۔ اگر شوٹی اپنی جگہ سے ہلاتو بے دریغ گولی مار دوں گا۔ کٹر کی میں جو خود سیاہ پوش غرایب رہنا لڑنے پھرتی سے ریو اور نکالنے کی کوشش کی۔ فائر ہوا اور وہ اپنا ماتحتہ دبائے فرش پر بیٹھ گیا۔ عمران اور تئویر نے فلیک اور ڈاقس کے ریو اور اٹھائے۔ پھر لیا پھر تئویر نے سیاہ پوش کو تو سکتے ہو گیا تھا۔ وہ ہاتھ اٹھائے یا نکلے گا موش کھڑا تھا۔ تئویر اور عمران نے مل کر سب کو غیر مسلح کر دیا۔ فلیک کا خفہ کے ماسے بڑا حال تھا مگر بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ دروازے کے قریب ٹامی گئیں لے سیاہ پوش کٹر سے بچے اور کٹر کی میں بھی ایک مرد ہوتا تھا۔

سب کے ہاتھ پیر یا لکڑی۔ انہیں نے جیب سے رسی کا گچھا نکال کر عمران اور تئویر کی طرف اچھالا پھر ان لوگوں سے مخاطب ہوا۔  
 "اگر کسی نے خیرہ یا ریر بھی غلط حرکت کی تو بے دریغ گولی مار دوں گا۔"  
 انہیں اور تئویر نے ہلکے سب کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے صرف ایک باس رہ گیا۔  
 "کیوں۔" تئویر نے کہا ان کے پاس سے مخاطب ہوا۔ "اب کیا حال ہے۔"  
 وہ خاموش رہا۔ پاس سمیت سب ہی عمران بچے کہ یہ کیا ہو گیا۔

”خاموش کیوں ہو میری جان۔“ عمران تھا بھر لولا۔ ”اپنے ساتھیوں کو بھول جاؤ وہ کسی کمرے میں بند تھے پڑے ہوں گے۔“

فلیک، ڈاقن، ریٹا لڈ اور ڈاکٹر وارڈ کے چہرے دیکھنے کے قابل تھے وہ ہونٹوں کی طرح منہ بھاڑے حیرت پوری نظروں سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔  
فلیک زیر و کھڑکی سے کود کر اندر آگیا۔

”جاؤ صد یعنی دبیرہ کو نکالو۔“ اس نے تویر کو حکم دیا۔

”اوکے باس۔“ وہ سر ہٹا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کہو دوست۔“ فلیک زیر و سیاہ پوش سے مخاطب ہوا۔

”تم کون ہو۔“ سیاہ پوش بھرائی ہوئی آواز میں لولا۔

”جس کی تمہیں تلاش تھی۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ تم اب تک نہ سمجھ سکے کہ کیا

ہوا اور کیسے ہوا۔“

سیاہ پوش خاموش رہا۔

”کیا عائدہ ہو سکتا ہے۔“ نظروں کی دیر بعد اس نے پوچھا۔

”بہت خوب۔“ عمران نے فہم رکھا۔ ”ابھی تک عقل نہیں آئی۔“

حقیقتاً سیاہ پوش بڑی طرح لولا تھا کیا تھا۔ نہج نکلنے کی ہر راہ بند تھی۔

اس کی لٹاپ جھاڑ۔ ”فلیک زیر و نے عمران سے کہا۔

”نہیں۔ رکو۔“ سیاہ پوش پیچھے ہٹا۔ ”تم جتنی دوست چاہو یہ لو گریہ نہ کرو۔“

”کیوں اس حدت کرو۔“ فلیک زیر و غرایا۔

عمران آگے بڑھا۔ ”یہ سیاہ پوش نام گھنوں کی پرواہ کئے بغیر اس پر چھوٹ

پڑا تھا۔ عمران نے اسے گھر لے لوں پر نہ کھ لیا۔“ سیاہ پوش پیچھے ہٹ گیا۔

”آدمیری جان۔“ اس نے بڑے پیار سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اچھل

کردوئوں لائیں اس کے پینے پر رسید کر دیں وہ کراہتا ہوا دوسری طرف اٹھ گیا عزان نے چھلانگ لگائی اور پھر اُسے رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا سیاہ پوش ترپ کراش کی گرفت سے نکلا اور دروازے کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔ سفدر نے "انجی گن کا کندہ گھما کر مارا۔۔۔۔۔ وہ چیخا ہوا فرش پر گر پڑا۔

"اٹھو ڈار انگ۔۔۔۔۔ الجیت ہرا اینی آپا۔"

سیاہ پوش کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اس پر جنوبی کیفیت طاری ہو گئی تھی وہ تیزی سے عزان کی طرف لپکا۔۔۔۔۔ عزان نے جھکائی دیا اور اس کی گروں پر ہاتھ مارا۔ سیاہ پوش پاگل ہوا جارا تھا۔۔۔۔۔ نہ بھاگنے کا راستہ تھا اور نہ عزان قابو آ رہا تھا ایک مرتبہ وہ پھر دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ اس دفعہ سفدر نے اس کی پسینوں کا نشانہ بتایا۔۔۔۔۔ وہ دعاؤں کا ہوا فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"اٹھو یار۔" عزان بٹس کر لیا۔

"ٹھہرو۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تم لوگ کیا چاہتے ہو۔؟"

"اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں۔ اس دفعہ تمہارے حیل میں پھنس ہی گیا ہوں۔"

"بہت اگڑا رہے تھے۔" عزان نے اُسے ٹاؤ دلیا۔

"سیج بتاؤ تم لوگ کون ہوا اور کیا چاہتے ہو۔؟"

"جاننا چاہتے ہو تو سنو۔" عزان بولا۔ "ہمارا تعلق سکرٹ مروں سے ہے

اور ہم ایک عرصے سے تمہاری تاک میں تھے باقاعدہ ٹکراؤ کے بعد ہم نے اپنے

آپ کو۔۔۔۔۔" عزان خاموش ہو کر معنی خیز انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔" سیاہ پوش کی آواز میں بے بسی تھی۔

"پتہ چل جائے گا۔"

”ختم کرو عزان۔“ جو بیا جواتنی دیر سے خاموش بیٹھی تھی بولی۔

عزان اس کی نقاب اتارنے کے لئے آگے بڑھا۔ سیاہ پوش اس مرتبہ جمعہ جلا کر بڑی طرح اس سے بھڑ گیا..... ذہنی طور پر تو وہ مفلوج ہو ہی چکا تھا..... جمعہ جلا ہٹ اور غصہ لازمی تھا۔ عزان نے بھی وقت نتائج کرنا مناسب نہ سمجھا وہ اس پر بڑی طرح ٹوٹ پڑا..... پہلے ہی چند گھونٹوں نے سیاہ پوش کو چند قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا..... مگر وہ کچھ دیوانہ ہو گیا تھا عزان سے لپٹ پڑا۔

عزان نے اس کی پسلیوں میں کہنی مارنا پھر پیسے ہی گرفت ڈھیلی ہوئی اس نے الگ ہو کر پھر پور ٹھوکر اس کے پیٹ میں ماری..... وہ پیٹ پکڑ کر دوڑا ہو گیا..... پھر ہی اتنی کسراؤ پر سے بڑنے والے دو ہتھڑے پوری کر دی وہ فرش پر گر پڑا۔

عزان نے کاسر پکڑ کر اسے اٹھایا پھر بلور کی طاقت سے گھونٹ منہ پر مارا وہ پھر گرا..... اور عزان نے پھر وہی عمل دہرایا۔ سیاہ پوش نے موقع پا کر اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لی پھر اس کے گرتے ہی اس پر سوار ہو گیا۔

عزان نے زور لگایا اور اس کے نیچے سے نکل آیا۔

دون اڑی مہر و قیمت میں گزرے !

تیسرے دن سیکرٹ سروس کے تمام ممبران دانش منزل میں موجود تھے اور ٹرانسمیٹر سے ایکشن کی آواز آرہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔  
 ”مائیکل وغیرہ کا ملک ہمارے ملک کے فوجی راز حاصل کر کے پڑوسی ملک کو دے رہا تھا چونکہ ہمارا پڑوسی ملک مائیکل کے ملک کے ہلاک میں شامل ہے اس لئے وہ ہمارے راز اسے پہنچا رہے تھے تاکہ اگر جنگ ہو تو اس کا دوست ملک کامیاب ہو جائے اور پھر مجبور ہو کہ تم بھی اس ہلاک میں شامل ہو جائیں۔“  
 وہ رکا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

”تم لوگوں کو سب ہی باتوں کا علم ہے صرف چند باتیں وضاحت طلب ہیں۔ شروع سے تفصیل بتانے سے کوئی فائدہ نہیں بہر حال وہ باتیں سنو..... پہلی دفعہ ہم نے جو پلان بنایا تھا اس میں ہم خود ہی پھنس گئے میں بھاگ نکلا اور تم لوگ پھنس گئے پھر عمران ڈافن کو قابو میں کر کے بھاگا اور اس نے تم لوگوں کو بھی چھڑا لیا بہر حال اس کے بعد ڈافن نے باس سے رابطہ کے لئے کہا..... ہم بھی بھی چاہتے

تھے رابطہ قائم ہو گیا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سمجھیں گیا مجھے پہلے ہی امید تھی چنانچہ  
 عمران نے جراتے میں ٹرانسمیٹر چھپایا تھا جس نے اہم کردار ادا کیا۔۔۔۔۔ اب وہ لوگ  
 عمران کو راستی کرتے رہے اور عمران انہیں سچی بات بتانے پر راضی ہو گیا۔ باتھ آئی  
 لینڈ کی کوٹھی میں ہم نے ٹرانسمیٹر اور اسلحہ صرف اسی وجہ سے رکھا تھا کہ وہ عمران  
 کی بات کا یقین کر لیں۔۔۔۔۔ اب خوش قسمتی سے ان لوگوں نے باتھ آئی لینڈ کی کوٹھی  
 میں گفتگو سنے کے لئے آگہ فٹ کر دیا۔۔۔۔۔ ہماری شکل فرید آسان ہو گئی۔۔۔۔۔ اگر  
 وہ ایسا نہ کرتے تو ہم کوئی دوسری ترکیب کرتے بہر حال جو لیا والا ڈرامہ انہوں نے  
 سنا تو مجھے بگڑنے دوڑے۔۔۔۔۔ ہم بھی یہی چاہتے تھے۔۔۔۔۔ اس دوران عمران کا  
 اور میرا رابطہ ہر طے قائم رہتا تھا۔ خبر جو لیا کا ڈرامہ صرف اس لئے کیا گیا تھا کہ ایک  
 تو باتھ لینڈ میں باس کے آنے کا ہوا نہ ہوتا کہ انہیں شہر نہ ہو سکے دوسرے اس  
 بات کا امکان تھا کہ ان کا باس ٹیلی فون پر ہی اپنے ساتھیوں کو کچھ حکم دے دیتا  
 ہمارا مقصد تو اسے بلانا تھا۔۔۔۔۔ وہ جو لیا کو دوسرے ملک کا ایجنٹ سمجھ کر فرار  
 ملتا۔۔۔۔۔ یا اسے خود بلاتا۔ بہر حال یہ ملاقات ضرور ہوتی۔

حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے ایک کروڑ ڈالر اور خفیہ لڈ کا کامیاب  
 ڈرامہ کیا گیا۔ ایک کروڑ ڈالر کو دیکھ کر وہ اور مطمئن ہو گئے۔ اور یہ تو تم لوگوں  
 کو معلوم ہی ہے کہ ہم نے کس طرح اس کھیل کو ختم کیا وہاں سب ہی موجود  
 تھے۔ اور اگر کوئی بات نہ سمجھ میں آئے تو ایک دوسرے سے پوچھ لینا۔۔۔۔۔ ویسے  
 کوئی بات و فراحت طلب نہیں۔۔۔۔۔ باتھ آئی لینڈ والے ڈرامے میں تم لوگ  
 خود شریک تھے اور سب نے اپنا دل نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔۔۔۔۔  
 بہر حال اس کہیں نے بڑے عجیب موڑ لئے۔۔۔۔۔ سب سے زیادہ محنت حقیقت  
 کا رنگ بھرنے میں ہوئی حکومت سے اسلحہ اور ایک کروڑ ڈالر لیا گیا صرف اس

لے کیا گیا تھا اس کے اہل شہر نہ ہو اور ہم اس میں کامیاب ہو گئے۔۔۔ کسی کو کچھ پوچھنا تو نہیں ہے۔؟

”نہیں جناب۔۔۔ سب نے بلند آواز میں کہا۔

مڑالیمہ سے آواز آنا بند ہو گئی۔

”سارا کام میں لے کیا۔۔۔ اور تعریف اپنی کر رہا تھا۔“ عمران منہ بنا کر بولا

پھر کچھ دیر بعد ہی اس کی گاڑی غلیٹ کی طرف خراٹے بکھر رہی تھی۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے چائے ختم کی تھی کہ دروازہ کھلا ہوا قدموں کی چاب ستائی دی۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ سامنے قلعو یا کھڑی تھی۔ سیتے ہوئے پھر سے اور سرخ سرخ آنکھوں سے وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”تم۔۔۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور وہ کھڑا ہو گیا۔

قلعو یا کھڑی کو اس سے اپنی گئی اور تار و قطار رونے لگی۔

”ار۔۔۔ ر۔۔۔ کب۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔“ عمران یہ کھلا گیا

قلعو یا چھوٹی چھوٹی کردیتی رہی۔ اور وہ کھوٹری سہلا تار باب کا ڈیر بعد وہ چپ ہوئی اس نے سناں سے اپنی منہ لگایا۔ پھر ایک کپ اور منہ کا کر خود اپنے ہاتھ سے چھوٹے بنا کر اسے دی اور سجدہ ہلے میں بولا۔

”قلعو یا۔۔۔ یقیناً اخبار سے تمہیں تمام حالات کا علم ہو گیا ہو گا۔“

”جاں۔۔۔ تم نے اپنا فرض ادا کیا اور ڈیڑی نے اپنے کئے کی سزا بھگتی۔“

”تمہیں میرا بہتر کیسے معلوم ہوا؟“

”جی ہاں ڈیڑی سے جا کر ملی تھی۔ انہوں نے سب کچھ بتا دیا پھر جیل سیرنگز میں

لے تمہارا سیتہ دیا۔“

”مجھے افسوس ہے قلعو یا کہ میں نے پرنس بن کر تمہیں دھوکہ دیا تھا۔“



”مجھے تمہاری تعریف کرنی چاہیے۔ وہ بلا مجھ کے بولی۔  
 ”میں اس قابل نہیں ہوں فلو یا۔“ وہ غلاف تو تیرے بڑی بخیرگی سے بات

کر رہا تھا۔

”تم بہت ہی گریٹ ہو سٹران۔ اس کی آواز بھرا گئی۔ البتہ مجھے اس وقت  
 بہت مدد ہو رہا تھا جب ڈیڈی نے ڈرامہ کھیل کر نہیں اٹھا کر آیا تھا۔“  
 ”مجھے احساس تھا فلو یا۔“

چند منٹ چائے پینے کے دوران خانہ شکاری بھر فلو یا نے کہا۔  
 ”ڈیڈی ہی میرا واحد دانا ہے اور اب.....“ وہ جذبات کی شدت  
 کی وجہ سے خاموش ہو گئی۔ پھر ایک لمحہ رک کر بولی۔

”میں دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں..... ڈیڈی کے لٹاب سر جینا ہی  
 بے بیگار ہے..... کاش وہ میری عالم بھی نہیں تھا کوئی کام نہ کرتے۔“

ایک بار پھر وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی..... عمران بڑی بخیرگی  
 سے اس مضموم اور بھولی بھالی لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے باپ  
 کی وجہ سے اس کا مستقبل تباہ ہو گیا تھا..... اور وہ دنیا میں اکیلی رہ گئی  
 تھی..... باپ باپ کی بوائے کا رخ کرتے پھر سچائے اُسے تنہا ہی جینا تھا۔

وہ پھر دکان کے الفاظ بھی ادا نہ کر سکا..... خاموش بیٹھا فلو یا کی  
 صورت میں اس المیہ کو دیکھتا رہا..... اور کمرے میں فلو یا کی سسکیاں گونجتی

رہیں۔

”ختم شد“

وقار عظیم  
پاکستانی پوائنٹ  
ڈاٹ کام